# ترقیم

## فی قصة اصحاب الکهف والرقیم

المؤلفه

المفتقر الی الله الصمد سید احمد

طبع فی المطبع المسمی بمفید عام آگره

سنه ۱۳۰۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۷۸۶

الحمد للہ الذی وافق کلامہ بصنعۃ۔ وطابق صنعہ بکلامہ وکلامہ مظہر لجلالہ وصنایعہ مثبتۃ لکمالہ۔ لاتبدیل لکلمات اللہ کما لاتبدیل لصنایع اللہ۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد ن المصطفیٰ خاتم النبیین الذی قال کما یوحی الیہ انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الٰہ واحد وعلیٰ آلہ الذین ہم ثقل من الثقلین کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی وعلی اصحابہ اجمعین +

منجملہ اون قصو... ذکر قرآن مجید مین ہے ایک قصہ اصحاب الکہف و الرقیم کا ہے
یہ قصہ آ... ...ہشیا مین اور روم کے عیسائیون مین اور عرب جاہلہ
...ن کا دستور ہے بہت سی بے اصل اور عجیب ...

باتین اوسمین شامل ہوگئی تھین خدا تعالیٰ نے اوس قصہ کا ذکر قرآن مجید مین فرمایا اور بتایا کہ اصلی وصحیح قصہ کیا ہے مگر مفسرین و مورخین نے بعوض اسکے کہ اُن بے اصل کہانیون کو جو مشہور تھین اوس قصہ سے علیحدہ کرتے قرآن مجید کی تفسیرون اور اون تاریخون مین جو زمانۂ اسلام مین لکھی گئین اس طرح شامل کردیا کہ گویا وہ کہانیان اسلام ہی کی ہین حالانکہ اسلام اس قسم کی بیہودہ کہانیون سے بری ہے *

اس امر پر خیال کرکے مینے چاہا کہ قصۂ اصحاب الکہف والرقیم کو صاف طور پر جیسا کہ قرآن مجید مین آیا ہے بیان کرون اور بے اصل کہانیان جو اوسمین شامل ہوگئی ہین اونکو اصل قصہ سے علیحدہ کردون للّٰہ الحمد کہ یہ کام پورا ہوا اور اس رسالہ کا نام **تفہیم فی قصہ اصحاب الکہف والرقیم** رکھا *

مین نے اس قصہ کو اول صاف اور سیدھے طور پر بغیر تعرض آیات قرآن مجید کے بیان کیا ہے اور جن کتابون سے اوسکو اخذ کیا ہے بعینہٖ اونکی اصلی عبارت حاشیہ پر لکھدی ہے اوسکے بعد قرآن مجید کی اون آیات کی تفسیر بیان کی ہے جو قصۂ اصحاب کہف سے متعلق ہین اور دکھایا ہے کہ بے اصل کہانیان جو مشہور ہین اونکی تردید قرآن مجید سے ہوتی ہے چونکہ مسلمانون کو بہت کم معلوم ہے کہ عیسائی مورخ اس قصہ کی نسبت کیا خیال کرتے ہین اور کیا رای رکھتے ہین اسلئے اسکے اخیر مین ایک انگریزی کتاب سے قصہ کا ترجمہ اوسکے مضامین سے بلاکسی قسم کی تعرض کے شامل کردیا ہے اوسکے لکھنے سے صرف مقصد یہ ہے کہ عیسائی مورخون کے خیالات جو اس قصہ کی نسبت

ہین معلوم ہو جاوین اور کھلجاوے کہ جو روایتین ہمارے علماء نے اپنی کتابون اور تفسیرون مین لکھی ہین وہ سب عیسائیون کی روایتین ہین نہ اسلام کی۔

اِس رسالہ کے لکھنے کے وقت مندرجۂ ذیل کتابین میرے مطالعہ مین تھین جنسے اِس قصہ کو اخذ کیا ہے اور صحیح روایتون کو غلط روایتون سے تمیز کیا ہی۔

تفصیل کتب مذکورہ یہ ہے

۱ تفسیر مدارک ۲ تفسیر معالم التنزیل ۳ تفسیر کبیر ۴ تفسیر بیضاوی ۵ تفسیر کشاف ۶ صحیح بخاری ۷ تاریخ طبری کبیر ۸ مختصر الدول ابو الفرج مالطیہاہی ۹ آثار الباقیہ عن قرون الخالیہ لابی ریحان بیرونی ۱۰ ترجمہ فارسی سیرت محمد بن اسحق ۱۱ آثار البلاد واخبار العباد لامام زکریا قزوینی ۱۲ تاریخ کامل لابن اثیر ۱۳ معجم البلدان یاقوت حموی ۱۴ تاریخ اسمعیل ابو الفدا ۱۵ مروج الذہب مسعودی ۱۶ عجائب المخلوقات عربی ۱۷ کیورس متہس اف دی میڈل ایجز مولفہ الیس بارنگ گولڈ بزبان انگریزی +

# اصحاب الکهف والرقیم

اصحاب کہف اور اصحاب رقیم ایک ہی گروہ کا لقب ہے۔ اصحاب کہف تو اون کو اسلئے کہتے ہین کہ وہ ایک ظالم بُت پرست بادشاہ کے ظلم سے ایک پہاڑ کی کہوہ مین جا چھپے تہے عربی زبان مین پہاڑ کی کہوہ کو کہف کہتے ہین اسلئے اونکا لقب اصحاب کہف ہوگیا ہے۔

بعض لوگون کا خیال ہے کہ رقیم[1] اوس شہر کا نام ہے جسمین اصحاب کہف رہتے تہے بعضون کا قول ہے کہ پہاڑ کی کہوہ کا نام ہے جسمین اصحاب کہف چھپے تہے بعضے کہتے ہین کہ اونکے کُتے کا نام ہے جو اونکے ساتہہ تہا اسلئے اونکو اصحاب الرقیم کہنے لگے مگر انمین سے کوئی بات اعتبار کے قابل نہین ہے عربی کتابون مین اونکے کُتے کا نام قطمیر لکہا ہے اور انگریزی کتابون مین کراٹیم یا کراٹیر اور یہ نام ملتے جلتے ہین صرف ایک زبان سے دوسری زبان مین منتقل ہونے مین جو فرق لہجہ اور تلفظ مین ہوجاتا ہے وہی کراٹیر اور قطمیر مین ہوگیا ہے۔

صحیح بات جیسے کہ محمد[2] اسمعیل بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری مین ابن عباس کی روایت سے لکھی ہے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اونکا حال اور نام ایک زمانہ مین جست کے تپرے پر کندہ کرکر اور بعض[3] روایتون کے مطابق پتہر پر کہود کر رکہا گیا تہا۔ رقیم کے معنی عربی زبان مین لکہے ہوئے کے ہین اور اس سبب سے اونہین لوگونکا لقب اصحاب الرقیم بھی ہوگیا ہے۔

اِس بات مین نہایت اختلاف ہے اور آج تک تحقیق نہین ہوا کہ یہ لوگ تعداد مین کے
تھے غالب راے[ا] یہ ہے کہ وہ سات تھے اور آٹھوان اونکا کتا تھا جو اونکے ساتھ تھا *
اون کے نامون مین بھی بہت اختلاف ہے مگر وہ اختلاف زیادہ تر ایک زبان سے
دوسری زبان مین منتقل ہونے اور الفاظ کے تلفظ کے اختلاف سے علاقہ رکھتا ہے اور
کاتبون نے زیادہ تر تحریف کر دیا ہے بہر حال ہم اس مقام پر اونکے نامون کو جسطرح
کہ مختلف کتابون مین لکھے ہین لکھتے ہین —

## تفسیر معالم التنزیل اور اسمین اونکی تعداد ۹ لکھی ہے

مَکْسَلِیْنَا تَخْشَلْمِیْنَا یَمْلِیْخَا مَرْطُوْنُسْ کَشْطُوْنُسْ دَبْرُوْنُسْ
بَطْیُوْسْ دَیْمُوْسْ فَالُوْسْ کَلْبُھُمْ قِطْمِیْرُ

## تفسیر بیضاوی و کشاف و تفسیر کبیر و تفسیر مدارک

یَمْلِیْخَا مَکْشَلِیْنِیَا مَشْلِیْنِیَا مَرْنُوْشْ دَبْرُنُوْشْ شَاذْنُوْشْ
والراعی کَلْبُھُمْ قِطْمِیْرُ

## تاریخ کامل لابن اثیر

مَکْسَلْمِیْنَا تَمْلِیْخَا مَرْطُوْسْ نَیْرُوْنُسْ کَسْطُوْمُسْ
دَیْنُمُوْسْ رَیْطُوْفَسْ فَالُوْسْ مَخْسَلْمِیْنَا کلبھم قطمیر

## معجم البلدان یاقوت حموی

یَمْلِیْخَا مَکْسَمْلِیْنَا مَشْلِیْنِیَا مَرْطُوْنُسْ دَبَرْبُوْسْ

[ا] وعن علی رضی اللہ عنہ ھم سبعة و ثامنھم کلبھم (بیضاوی) وکان عدد الفتیة فیہم ذکر عن ابن عباس سبعة وثامنھم کلبھم (تاریخ طبری)

سرابیون افسنبطیوس کلبهم قطمیر +

## تاریخ طبری

مکسلمینا محسملینا یمنیخ یا یملیخا مرطوس کسوطونس

بیرونس وسمونس بطونس قالوس +

## تاریخ احمد بن ابی یعقوب المعروف بالیعقوبی

مکسلمینا مراطوس شاذنونیوس بطرنونس

ذولس یوانس کینفرطو نیوطو ملیخا الراعی

کلبهم قطمیر

## کیورس متهس مولفہ بارنگ گولڈ

میکسی مین مالکس مارشین ڈائیونی سس جان

سیرابین کانسٹین ٹاین کلبهم کراٹیم یا کراٹیمر +

## شہر جسمین اصحاب کہف رہتے تھے

اکثر مورخین و مفسرین کا قول ہے جو ہر طرح صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جس شہر مین اصحاب کہف رہتے تھے اوسکا نام افسوس تھا یاقوت حموی نے اپنی کتاب معجم البلدان مین اوسکے اعراب کو بھی ضبط کیا ہے +

مسٹر بارنگ گولڈ نے اپنی کتاب کیورس متہیس مین اوس شہر کا نام الیفی سس لکھا ہے اور یقین ہوتا ہے کہ عربی تاریخون مین یہی نام متغیر ہوکر افسوس ہوگیا ہے

لانگ مین گرین کمپنی نے ۱۸۷۵ء مین بمقام لندن قدیم رومیون کے زمانہ کا نقشہ جغرافیہ چھاپا ہے جسمین شہرون کے وہی قدیم نام ہین جو اوس زمانہ مین تھے اوسمین جو نقشہ ایشیا مینر کا ہے اوسمین الفی سس شہر کا نام ۳۷ درجہ ۵ دقیقہ عرض شمالی اور ۲۷ درجہ ۱۲ دقیقہ طول شرقی پر علین دریای ایجین کے کنارہ پر ثبت ہے اوسکے قریب پہاڑ بھی واقع ہین اور کچھ شبہ نہین ہوسکتا کہ اوسی جگہہ **الفی سس** شہر تھا جسمین اصحاب کہف رہتے تھے *

بعضون نے کہا ہے کہ اصحاب کہف کے شہر کا نام رقیم تھا[1] اور بعضون نے کہا کہ اوس پہاڑ کی کہوہ کا نام تھا[2] جسمین اصحاب کہف جاکر رہے تھے مگر یہ صحیح نہین یاقوت حموی نے بھی لکھا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ اہل روم کی سلطنت مین جو شہر افسوس تھا وہی شہر اصحاب کہف کا تھا[3] محمد بن محمود القزوینی نے اپنی کتاب اثار البلاد و اخبار العباد مین افسوس ہی کو اصحاب کہف کا شہر قرار دیا ہے۔ شاید لوگون نے اس خیال سے کہ اصحاب کہف کے نام جست کی تختی پر کہود کر شہر مین رکھے گئے تھے اوس شہر کو اور بعضون نے اس خیال سے کہ اوس پہاڑ پر جسمین وہ کہوہ تھی اونکے نام کندہ ہوئے تھے اوس پہاڑ کو یا اوس کہوہ کو رقیم کے نام سے موسوم کردیا ہو *

# اصحاب کہف کس زمانہ اور کس بادشاہ کی عہد مین تھے

ابو الفرج مالطیہ کی عیسائی مورخ نے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ آخر کو مسلمان ہوگیا تھا اپنی کتاب مختصر الدول مین لکھا ہے کہ اصحاب کہف دقیوس قیصر کے عہد مین تھے[4]

---

[1] البلقاء من اطراف الشام موضع يقال له الرقيم يزعم بعضهم ان به اهل الكهف والصحيح انهم ببلاد الروم معجم البلدان ياقوت حموی

[2] ... ياقوت حموی معجم البلدان الكهف الذی فيه ... اسم الجبل ... اسم القرية ... الرقيم

[3] انسوس مدينة مشهورة بارض الروم وهی مدينة دقيانوس الجبار الذی هرب منه اصحاب الكهف وبين الكهف والمدينة مقدار ... وبين الكهف ... مستقبل بنات النعش ... اثار البلاد قزوينی

[4] دقيوس صاحب الفتية السبعة اصحاب الكهف الذين هربوا منه واختفوا فی مغارة فوق ... مختصر الدول ابو الفرج

جو عیسائیون کا نہایت دشمن تھا اور اونکو قتل کرتا تھا۔ تاریخ طبری[1] مین اوس بادشاہ کا نام دقیینوس لکھا ہے ٭

تاریخ کامل ابن اثیر[2] مین اوس کا نام دقیوس لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بعض آدمی اوس کا نام دقیانوس کہتے ہین ٭

ابو الفدا اسمعیل[3] نے اپنی تاریخ مین بھی یہی نام بیان کئے ہین اور لکھا ہے کہ وہ ۵۳۹ سنہ اسکندری مین بادشاہ ہوا تھا اور ۵۴۰ سنہ مین مرگیا۔ ابو ریحان[4] بیرونی نے اپنی کتاب آثار الباقیہ عن قرون الخالیہ مین اوس بادشاہ کا نام داقیاوس لکھا ہے اور مسٹر بارنگ گولڈ نے اپنی کتاب کیورس متھس مین اوس بادشاہ کا نام ڈِسی سس لکھا ہے اِسی مصنف نے لکھا ہے کہ روم مین وِیکٹورِم کے عجائب خانہ مین گچ سے اصحاب کہف کی تصویرین بنی ہوئی ہین اون تصویرون سے بعضون نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ ۲۵۰ سنہ ع مین ڈِسی سس بادشاہ کے عہد مین مارے گئے تھے ٭

عموماً مسلمان مورخ اور مفسرین اوس بادشاہ کا نام جسکے عہد مین اصحاب کہف تھے دقیانوس لکھتے ہین اور ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ تمام اختلافات ایک زبان کی نامون کو دوسری زبان مین تلفظ کرنیسے پیدا ہوئے ہین اور سب کے ملانیسے یقین ہوتا ہے کہ وہ رومی بادشاہون مین سے ایک بادشاہ تھا ٭

جو زمانہ کہ اصحاب کہف کا ابو الفدا نے بیان کیا ہے وہ قریبا صحیح و درست معلوم ہوتا ہے اسکندر تین سو چھتیس برس قبل حضرت مسیح کے تخت پر بیٹھا تھا اور اصحاب کہف

---

[1] ... (تاریخ طبری)

[2] وملک ... (کامل ابن اثیر) دقیوس ویقال دقیانوس ...

[3] وملک دقیوس سنتین ... ابی علیسی ... وکان الملک ... فیلاد یعنی ... فلما تنصر ... دقیوس وقتلہ واعاد عبادۃ الاصنام ودین الصابئین تتبع النصاری یقتلہم ومنہم ہرب الفتیۃ اصحاب الکہف وکانوا سبعۃ ... والله اعلم بما لبثوا کما اخبرہ الله تعالی وکان ہلاک دقیوس فی منتصف سنۃ اربعین وخمسمائۃ (ابو الفدا)

[4] من ملوک الروم داقیاوس صاحب اصحاب الکہف (آثار الباقیہ ابو ریحان بیرونی)

١٠

پانسو چالیس سنہ سکندری مین تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ۲۰۴ء مین تھے۔ مسٹر بارنگ گولڈ نے اونکا تخمینا اندازسے ۲۵۰ء قرار دیا ہے بہرحال جو بادشاہ کہ زمانہ سکندر سے دقیوس تک گذری اونکے زمانہ سلطنت مین بھی کسی قدر اختلاف ہے اور یہ بھی ایک سبب ہے کہ اصحاب کہف کے زمانہ مین کسی قدر اختلاف پیدا ہوتا ہے مگر عام طور پر خیال کرنیسے جو زمانہ قرار دیا گیا ہے قریباً صحیح معلوم ہوتا ہے ÷

بعض روایتون[١] مین بیان ہوا ہے کہ اصحاب کہف حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے بہت پیشتر تھے اور حضرت عیسی نے اونکی خبر دی تھی اور بعد حضرت عیسی کے زمانہ فترت مین یعنی جبکہ کوئی پیغمبر نہ تھا وہ زندہ ہوئے تھے یا اپنی نیند سے جو اخ الموت تھی اُٹھے تھے مگر اُسکی صحت کا انجیلون یا حواریون کے نامون یا کسی معتبر یا مظنون طریقہ سے کوئی ثبوت نہین پایا جاتا ÷

# اصحاب کہف کا مذہب

کچھ شبہ نہین ہو سکتا کہ اصحاب کہف عیسائی اور حضرت عیسیٰ کی امت مین تھے تمام کتابون[٢] اور مختلف روایتون سے بھی امر ثابت ہوتا ہے اور خود اون کا واقعہ کہ ایک ظالم اور بت پرست بادشاہ کے خوف سے جو عیسائیون کو قتل کرتا تھا جان اور ایمان بچاکر بھاگ گئے تھے اونکے عیسائی ہونیکا کافی ثبوت ہے ÷

البتہ جیسا اونکا تقدس اور خدا پرستی تاریخون اور تفسیرون مین لکھی ہے اور جسکی نسبت قرآن مجید سے بھی اشارہ پایا جاتا ہے اوسکی نسبت شبہ ہو سکتا ہے کہ اگر وہ

صلیب کو اور حضرت عیسی کی تصویر کو پوجتے تھے اور کم سے کم یہ کہ تثلیث کے قائل تھے
تو کیونکر اون کو خدا پرست اور موحد مسلمان یا مومن خیال کیا جا سکتا ہے مگر انمین سے
کسی بات کا ثبوت نہین ہے - اوس زمانہ کے عیسائیون مین عقائد مذہبی بہت کم
قرار پائے تھے اور مجھکو عیسائی مذہب کی اکلزیاسٹیکل ہسٹری پر غور کرنیسے نہایت شبہ
ہے کہ جو عقائد بعد عیسائی ہو جانے قسطنطین کے رومی اور یونانی چرچ مین قائم ہو گئے
وہی عقائد عام طور پر اوس زمانہ کے تمام عیسائیون کے تھے ÷

دقیوس ہی کے زمانہ کے قریب جس زمانہ مین اصحاب کہف کا ہونا تسلیم کیا گیا ہے
ایک فرقہ تھا جسکا ابو الفرج [١] عیسائی مالطیہائی نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہے کہ وہ اقانیم
ثلاثہ باپ اور بیٹے اور روح قدس کو نہین تسلیم کرتا تھا بلکہ وجود اور کلمہ اور حیات کو اقانیم
ثلاثہ جانتا تھا اور کہتا تھا کہ ان اقانیم سے کوئی زیادتی ذات باری پر نہین ہوتی بلکہ یہ
صفات اعتباری ہین کوئی شئی اون کا مسمی موجود فی الخارج نہین ہے اور کہتا تھا
کہ ذات باری موجود ہے لا بوجود اور حکیم ہے لا بحکمۃ اور حی ہے لا بحیوۃ اور انبیذو
قلیس کا بھی یہی مذہب تھا اسکے بعد مصنف مذکور لکھتا ہے کہ اسی مذہب کو ایک
گروہ مسلمانون نے جو صفات کے نفی کرنیوالے ہین (یعنی صفات باری سے
کچھہ زیادتی ذات باری پر نہین سمجھتے) اختیار کیا ہے ÷

اسی [٢] زمانہ کے قریب ایک فرقہ قولی الشمیشاطی کا پیرو تھا جو کہتا تھا کہ تمام معلولات
باری تعالی کے ارادے ہین اور اوسکا کوئی معلول ذاتی نہین ہے اور اسی لئے

[١] غالوس هذا الزمان ظهر ... بونطیا قسیس اسمه سابلیوس وقال ان ... الاقانیم الثلاثة هي الوجود والكلمة والحياة ليست معان زائدة على ذات الله تعالى بل هي صفات اعتبارات ... ليس لشيء منها وجود في الخارج ... فالباري تعالى موجود لا بوجود ... مذهب انبیذقلیس ... انتحله فرقة من علماء الاسلام ... الصفات مختصر الدول لابي الفرج

[٢] غالو الثاني وفي هذا الزمان ظهر من المبتدعة ... الشمیشاطی وكان يقول ان جميع معلولات الله تعالى ارادية وليس له معلول ذاتي ... ولم يولد ... ولا ... ظاهر المذهب ...

وہ لم یلد و لم یولد ہے اور اِس لئے مسیح نہ کلمۃ اللہ ہے اور نہ جسطرح کہ ظاہر مذہب عیسائی مین ہے وہ کواری سے پیدا ہوا ہے ❖

پس جبکہ اوس زمانہ کے عقائد و مذہب کا یہ حال تھا تو ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ اصحاب کہف تثلیث کے قائل تھے بلکہ مسلمانون کو جو قرآن مجید کو برحق سمجھتے ہین اِس بات کے یقین کرنیکے لئے کہ اصحاب کہف عیسائی اور موحد خدا کو واحد اور حضرت عیسیٰ کو پیغمبر برحق مانتے تھے ثبوت کافی ہے۔ فھم کانوا مومنین مسلمین موحدین قائلین بان لا الہ الا اللہ عیسی رسول اللہ ❖

## اصحاب کہف کا قصہ یعنے وہ واقعات جو اونپر گزرے

مذکورۂ بالا حالات سے ظاہر ہے کہ اصحاب کہف تاریخی اشخاص ہین فرضی قرار دئے ہوئے نہین ہین۔ اِسمین کچھ شک نہین کہ جو سیدھے سادھے واقعی حالات اونپر گذرے تھے اونمین بہت لغو اور بیہودہ اور خلاف قیاس باتین اور عجائبات شامل کر لئے گئے ہین اور یہ ایک معمولی بات ہے کہ نیک اور بزرگ لوگون پر جو ظلم اور سختی ظالمون کے ہاتھہ سے گزر جاتی ہے بعد کو اونکی نسبت بہت سی زائد اور عجیب باتین بڑھا دیجاتی ہین اسی طرح اصحاب کہف پر جو حالات اور واقعات گذرے اونکو بطور تعجب انگیز کہانی کے بنالیا ہے اور بے سر و پا اور محض بیہودہ روایتین مشہور ہو گئی ہین ہمارا کام یہ ہے کہ اون روایتون مین سے جو قابل طمانیت ہین اونپر لحاظ کرکے صحیح قصہ اصحاب کہف کا اول بیان کرین اور پھر قرآن مجید کی آیتون سے تطبیق دیکر دکھلاوین

کہ کس قدر قصہ اوسمین کا قرآن مجید مین بیان ہوا ہے اور مفسرین کو جو اوس قصہ کے
بیان مین اور آیتون کی تفسیر مین دہوکا ہوا ہے حتی المقدور اوسکو ظاہر کرین *

ابو الفرج[۱] مسیحی نے اپنی تاریخ مختصر دول مین اور اسمعیل[۲] ابو الفدا نے اپنی تاریخ
مین لکھا ہے کہ غوفریانوس رومی قیصر عیسائی ہوگیا تھا اور عیسائیون پر مہربانی کرتا
تھا اوسپر دقیوس نے جسکو دقیانوس بھی کہتے ہین اور جو بت پرست اور عیسائیون
کا دشمن تھا چڑھائی کی اور سنہ ٥٣٩ سکندری مین اوسکو مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا
اور عیسائیون کو قتل کرنا یا بت پرستی پر مجبور کرنا شروع کیا *

اوسی کے عہد[۳] مین اصحاب کہف عیسوی مذہب تھے اونکے عیسائی ہوجانیکی
مختلف کہانیان مشہور ہین جنکی نسبت ہمکو بحث کرنا محض فضول معلوم ہوتا ہے
وہ کسی طرح عیسائی ہوئے ہون اس امر کا مسلم ہونا کہ وہ عیسائی تھے انکے
اصلی واقعات کے بتانیکو کافی ہے *

تمام[۴] روایتین اور تاریخین اس بات پر متفق ہین کہ اوس ظالم بادشاہ نے
اون لوگون کو جو تعداد مین اوس وقت چہ تھے بلایا اور مذہب عیسوی چھوڑنے
اور بت پرستی کرنیکو کہا مگر اون سب نے انکار کیا اوسپر بادشاہ نے اونکو مہلت
دی اور اوس مہلت مین وہ شہر سے بھاگ گئے اور ایک چرواہا مع کتے کے اونکے

ساتھ ہولیا اور وہ سب ایک پہاڑ کی کہوہ مین جو شہر افسوس سے کچھ فاصلہ پر تھے جا کر چھپ رہے؀

یہانتک روایتون مین چندان اختلاف نہین ہے لیکن اسکے بعد کے واقعات مین اختلاف شروع ہوتا ہے یعنی پہاڑ کی کہوہ مین چھپنے کے بعد اونہون نے اپنے ساتھیون مین سے ایک شخص کو شہر بھیجا کہ چھپکے سے کھانا خرید لاوے اکثر مورخین اور اہل تفاسیر نے لکھا ہے کہ وہ لوگ پہاڑ کی کہوہ مین جا کر سو رہے اور زمانہ دراز تین سو یا تین سو نو برس سونیکے بعد جب اوٹھے تو انہون نے ایک شخص کو کھانا خریدنے کو شہر مین بھیجا۔ بعض مورخین نے پہلی دفعہ اوسی دن جب وہ کہوہ مین گئے ایک شخص کو کھانا خریدنیکو بھیجنا اور پھر دوسری دفعہ کئی سو برس سو کر اُٹھنے کے بعد ایک شخص کا بھیجنا لکھا ہے جو محض غلط ہے اور صرف بنایا ہوا قصہ ہے اونپر پہاڑ کی کہوہ مین سوتے ہونیکے خیال سے یہ قصہ گڑھ لیا گیا ہے مگر اصلیت اسکی جیسے کہ محققانہ نظر سے پائی جاتی ہے صرف اس قدر ہے۔

کہ وہ لوگ رات کے وقت شہر سے بھاگ گئے تھے جیسے کہ قزوینی نے لکھا ہے کہ "انہون نے رات کو بھاگنے کا قصد کیا جب رات کا اندھیرا ہو گیا تو ہر ایک شخص اپنے گھر سے کچھ مال لیکر چل کھڑا ہوا"۔

صبح ہوتے وقت وہ لوگ پہاڑ کی کہوہ پر پہونچے جیسا کہ قزوینی نے بھی لکھا ہے پس وہ کہوہ مین گئے رات کے جاگے رستہ چلنے تھکے ہوئے تھے کہوہ مین جہان

۱۴

بالکل اندہیرا تھا سوتے ہے۔ کچھ شبہہ نہین ہوسکتا کہ دو تین پہر سونیکے بعد وہ اوٹھے
اور آپس مین پوچہنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے کسی نے کہا دن بہر کسی نے کہا کچھ کم کیونکہ
کھوہ کی اندہیری مین وہ دن کا اندازہ ٹہیک ٹہیک نہین کر سکتے تھے۔

جب وہ اوٹھے تو اونہون نے اپنے ساتھیون مین سے ایک شخص کو کھانا لانیکو
بھیجا قزوینی[51] نے صاف لکھا ہے کہ جسدن وہ کھوہ مین گئے اوسی دن اونہون نے
کھانا لینے کو بہیجا تھا۔ تفسیر معالم التنزیل[52] مین بھی محمد بن اسحق کی روایت سے لکھا ہے
کہ جب وہ کھوہ مین گئے تو تملیخا اونکے لئے شہر سے کھانا خرید لایا کرتا تھا اور چند روز
تک جسکی تعداد نہین بیان کی مگر معلوم ہوتا ہے کہ دو تین روز تک یعنی دقیانوس کے
دوبارہ شہر مین آنے تک اسی طرح خرید کر لاتا رہا۔

جب وہ بادشاہ جو اونکو مہلت دیکر شہر سے باہر چلا گیا تھا پھر شہر مین آیا جیسا کہ
قزوینی[53] نے بالتصریح بیان کیا ہے تو اوسکو معلوم ہوا کہ وہ لوگ شہر سے بھاگ گئے
ہین اوس نے اونکی تلاش شروع کی اور پہاڑ کی کھوہ مین اونکا پتا لگا اور اوس نے
پہاڑ کی کھوہ کا موںہہ بند کروا دیا تاکہ وہ اوسی مین بہوکے پیاسے مر رہین۔
تفسیر معالم التنزیل[54] مین محمد بن اسحق کی روایت مین بھی بالتصریح یہ امر مذکور ہے۔

اسمین کچھ شک نہین ہے کہ پہاڑ کی کھوہ کا موںھہ بند ہونیکے بعد وہ وہین بند
ہوگئے اور وہین مر رہے اگرچہ بعض مورخون اور مفسرون نے لکھا ہے کہ کھوہ مین
پڑے سوتے ہین یعنی مرے نہین ہین اور معالم التنزیل[55] مین لکھا ہے کہ خدا نے

اونکی روحون کو وفات دی جسطرح سونے مین روحون کو وفات دیتا ہے - مگر اگلے بیان سے اور اون روایتون سے جو بیان ہونگی صاف ثابت ہوگا کہ درحقیقت وہ مرگئے تھے

٥١ اکثر مورخین اور مفسرین اس بات پر متفق ہین کہ اس واقعہ پر ایک زمانہ گزرنیکے بعد اوس کھوہ کا موہنہ کھولا گیا اور اصحاب کہف کا اوس کھوہ مین ہونا معلوم ہوا اور شہر مین اوسکا چرچا ہوگیا اور بادشاہ اور شہر کے تمام لوگ اوس کھوہ مین اونکے دیکھنے کو گئے -

٥٢ ابوالفرج مسیحی کی تاریخ کے بموجب یہ زمانہ ساوذوسیوس قیصر الصغیر کی سلطنت کا تھا اور اصحاب کہف کے کھوہ مین جا چھپنے کے دوسو چالیس برس بعد وہ ظاہر ہوئے تھے -

٥٣ ابوالفدا اسمعیل بھی اسی بادشاہ کے زمانہ مین اصحاب کہف کا متنبہ ہونا لکھتا ہے - یہ بادشاہ ۳۵ سنہ سکندری مین بادشاہ ہوا تھا اور ۵۵ سنہ سکندری مین فوت ہوا - اس سبب سے کہ بموجب ابوالفدا کے دقیوس جسکے زمانہ مین اصحاب کہف تھے ۴۵ سنہ سکندری مین تھے زمانہ ظاہر ہونے اصحاب کہف کا دوسو برس کے قریب ہوتا ہے نہ دوسو پچاس برس جیسا کہ ابوالفرج نے بیان کیا ہے -

٥٤ تاریخ یعقوبی مین اوس بادشاہ کا نام وسیوس لکھا ہے اور صاف لکھا ہے کہ اوسکے زمانہ مین اصحاب کہف جو مرگئے تھے زمانۂ طویل کے بعد ظاہر ہوئے - اوسمین مطلق اس بات کا اشارہ نہین ہے کہ وہ سوتے تھے اور اوسکے زمانہ مین

البلد الذی فیہ الکہف وکان اسمہ ... ذلک الرجل اولیاس ان یبنی ذلک البنیان الذی علی فم الکہف فیبنی بہ حظیرۃ لغنمہ ... غلامین فجعلا ینزعان تلک الحجارۃ ویبنیان تلک الحظیرۃ حتی نزعا ما علی فم الکہف وفتحا باب الکہف (تفسیر معالم التنزیل)

٥٢ وفی ہذا الزمان (ای فی عہد ساوذوسیوس قیصر الملک) انبعث اصحاب الکہف من رقدتہم التی رقدوا علی عہد دقیوس الملک بعد مائتین واربعین سنۃ ... بالقرب فخرج ثاوذوسیوس الملک مع اساقفۃ وقسیسین وبطارقۃ فنظر الیہم وکلموہ فلما انصرفوا من عندہم ماتوا فی مواضعہم (مختصر الدول لابی الفرج)

٥٣ ... من کتاب ابی عیسی ... الثانی ... سنۃ وفی ... عشرین سنۃ ملک الروم ... ثاوذوسیوس وفی ایامہ انتبہ اصحاب الکہف ... وکان ملک ثاوذوسیوس سنۃ ... ونصف ... خمس وخمسین (تاریخ ابو الفدا)

٥٤ وفی ایام ... وسیوس الملک ظہر اصحاب الکہف بعد ما ناموا دہر طویل (تاریخ یعقوبی)

یا مرے ہوئے تھے اور زندہ ہوئے بلکہ صاف لکھا ہے کہ ظاہر ہوئے یعنی اوس کہوہ مین اونکا ہونا معلوم ہوا۔

علاوہ اسکے جتنی روایتین ہین سب سے یہی امر ماخوذ ہوتا ہے کہ درحقیقت اصحاب کہف جب معلوم ہوئے تو وہ مرے ہوئے تھے اور مری ہوئے رہی۔

[۵۱] بعض تفسیر کی کتابون مین جیسے تفسیر کبیر و مدارک و بیضاوی ہین یہ تو لکھا ہے کہ جب بادشاہ اور لوگ اونکو دیکھنے اور اوسنسے ملنے کو گئے تو وہ زندہ سلے بادشاہ کو دعا بھی دی اور پہر فی الفور مر گئے۔

اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اون کا زندہ ملنا اور بادشاہ کو دعا دینا ایک بے کہانی ہے ورنہ درحقیقت وہ مرے ہوئے تھے اور طبری اور کامل ابن اثیر اگرچہ اس بات کے قائل ہین کہ وہ زندہ ہوئے مگر جو روایتین بیان کی ہین اوسنسے صاف پایا جاتا ہے کہ کسی شخص نے جو اونکے دیکھنے کو گئے تھے اونکو زندہ نہین دیکھا۔

[۵۲] طبری کی ایک روایت مین ہے کہ وہ زندہ ہو گئے تھے مگر جب لوگ اونکے دیکھنے کو کہف کے قریب پہونچے تو خدا نے اونکو پھر مردہ کر دیا یا پھر سُلا دیا اور لوگ اندر جانیسے ڈر گئے اور اندر نہ جا سکے۔

[۵۳] دوسری روایت مین طبری نے لکھا ہے کہ بادشاہ اور لوگ کہوہ مین گئے تو دیکھا کہ صرف اونکے جسم ہین جو کسی طرح بگڑے نہ تھے مگر اونمین ارواح نہ تھی۔

[۵۴] کامل ابن اثیر مین ایک اور بات زیادہ لکھی ہے کہ وہ زندہ تو ہو گئے تھے مگر انہون نے

رجعوا الی انفسهم (مدارک)
وتوفوا الله انفسهم (البیضاوی)
م دعوا الله ان یمیتهم ولا یراهم احد ممن جاءهم فماتوا بساعتهم (کامل لابن اثیر)

دعا مانگی کہ خدا اونکو مار ڈالے اور جو لوگ اونکو دیکھنے آئے ہین اونمین سے کوئی اونکو نہ دیکھے پس وہ فی الفور مر گئے۔

اور یہ تمام روایتین اِس بات کی مثبت ہین کہ وہ زندہ نہ تھے اور نہ کسی نے اونکو زندہ دیکھا اصل یہ ہے کہ جب لاشین ایسے مقام پر ہوتی ہین جہان ہوا کا صدمہ نہین پہونچتا اور لاشین اوسی طرح رکھے رکھے راکھہ ہو جاتی ہین تو وہ سوراخ مین سے ایسی ہی معلوم ہوتی ہین کہ گویا پورے مجسم اجسام بلا کسی نقص کے رکھے ہوئے ہین۔ اسی طرح لوگون نے انکو دیکھا اور جانا کہ پوری مجسم بلا کسی نقصان کے لاشین رکھی ہین یا وہ لوگ سو رہے ہین۔

۱۸۴۲ء یا ۱۸۴۳ء مین دہلی مین اسی قسم کا ایک واقعہ گذرا تھا جہان حضرت نظام الدین کی درگاہ ہے وہان بہت پرانا قبرستان ہے۔ ایک اونچی جگہہ پر ایک چبوترہ تھا اور اوسکے اوپر تین قبرون کے نشان تھے۔ اتفاق سے اوس چبوترہ کی ایک طرف کی دیوار مین سے کچھہ پتھر گر پڑے اور چھید ہو گیا کہ اندر سے قبر دکھائی دینے لگی لوگون نے اوس چھید مین سے جھانکا تو اونکو معلوم ہوا کہ قبر بہت بڑی مثل ایک مربع کوٹھری کے ہے اور تین لاشین بالکل سفید کفن پہنے ہوئے مجسم بلا کسی نقصان کے اونمین رکھی ہوئی ہین۔ اِسکا چرچا ہوا اور بہت آدمی اوسکے دیکھنے کو گئے اور سب نے یہی بات بیان کی۔ میرے مخدوم دوست مولوی امام بخش صاحب صہبائی مرحوم کو اِس قسم کی باتون کے دریافت کا بہت شوق تھا وہ خود اون لاشون کے

دیکھنے کو گئے۔ اول انہون نے جھانک کر دیکھا تو اونکو بھی اوسی طرح مجسم اور مسلم لاشین
معلوم ہوئین۔ اونکو تعجب ہوا۔ انہون نے دیوار کے دو ایک پتھر اور نکال ڈالے اور اندر
گھسے۔ ایک عجیب بات تو یہ دیکھی کہ قبر ایک مربع کوٹھری کی برابر بنی ہوئی تھی اور تین لاشین
اوسمین رکھی ہوئی تھین۔ مگر سب بوسیدہ اور راکھہ کے طور پر ہوگئی تھین۔ لیکن چونکہ ہوا
کا صدمہ کچھہ نہ تھا تو جہان اونکے ہاتھہ رکھے ہوئے تھے وہین اونکے ہاتھہ کی راکھہ تھی۔
اور جہان سر رکھا تھا وہین سر کی راکھہ تھی۔ جہان پاؤن رکھا ہوا تھا وہین پاؤن کی
راکھہ تھی۔ اور سب کے نشان معلوم ہوتے تھے۔ وہ لاشین کاٹھہ کے تخت پر رکھی
گئی تھین۔ وہ تخت بھی بوسیدہ ہوکر اور گل کر زمین کے برابر ہوگیا تھا مگر اوسکے نشان بھی
راکھہ مین جدا محسوس ہوتے تھے۔ اونہون نے اونگلی سے چھوا تو معلوم ہوا کہ بالکل
راکھہ ہے اور ہڈیون اور راکھہ کے سوا اور کچھہ نہین ہے۔ مگر جب سوراخ مین سے دیکھا
جاتا تھا تو وہ تمام نقش جو راکھہ مین قائم تھے بالکل مجسم اور مسلم لاشین معلوم ہوتی
تھین۔ تم خیال کرو کہ اگر ہم ایک تصویر کو ایک صندوق مین رکھہ دین اور ایسی حکمت
کرین کہ کسی قدر شعاع آفتاب کی اوسمین پہونچی اور اوسکے پہلو مین ایک چھید کرکے
اوسکو دیکھین تو وہ تصویر بالکل مجسم معلوم ہوگی۔ پس اس طرح سے اس قسم کی پرانی لاشین
جو کسی پہاڑ کے تل مین سے دیکھی جاتی ہین تو وہ مسلم معلوم ہوتی ہین۔ اسیطرح اصحاب
کہف کی لاشون کے دیکھنے والون کو وہ لاشین مجسم معلوم ہوئی ہونگی۔ کیوریس میتس
کے مصنف نے لکھا ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان ایک بڑے پتھر کے بکس مین بند کرکے

مارسیلس کو بھیجی گیئن جواب بھی سائنٹ وکٹر کے گرجا مین دکھائی جاتی ہین - اسکی [۱]
تصدیق تاریخ طبری سے بھی ہوتی ہے - اوسمین لکھا ہے کہ قتادہ نے روایت کی ہے
کہ جب ابن عباس حبیب بن مسلمہ کے ساتھہ جہاد پر گئے تو وہ کہف پر گذرے اور
اوسمین کچھہ ہڈیان تھین - ایک شخص نے کہا کہ یہ اصحاف کہف کی ہڈیان ہین - ابن
عباس نے کہا کہ انکی ہڈیان تو تین سو برس سے زیادہ ہوا کہ یہان نہین رہین -

بہرحال جب اوس ظالم بادشاہ نے اوس کھوہ کا موتھہ بند کروادیا تو یہ بیچارے
اوسمین بند ہوگئے اور مرگئے ایک زمانہ دراز کے بعد خواہ وہ زمانہ دوسو برس کا ہو یا ڈہائی
سو برس کا یا تین سو برس کا یا تین سو نو برس کا کسی شخص نے اوس کھوہ کے موتھہ
کو کھولا جیسا کہ [۲] اکثر روایتون مین بیان ہوا ہے - اسمین بھی کچھہ شک نہین ہوسکتا کہ
اون لوگون کے پاس جو کھوہ مین گئے تھے اوس زمانہ کے سکہ کے روپئے موجود تھے
اور جس شخص نے اوسکا موتھہ کھولا تھا اوس نے وہ روپئے پائے ہونگے اور جب بازار
مین لیگیا لوگون نے چرچا کیا ہوگا کہ اوسنے خزانہ پایا ہے حاکم تک اوسکو پکڑ کر لیگئے ہونگے اور
اوسنے تمام قصہ پہاڑ کی کھوہ مین لاشون کے ہونیکا اور وہان سے روپیہ ملنے کا بیان
کیا ہوگا اوسپر وہان کے حاکم اور شہر کے لوگ اونکے دیکھنے کو آئے اور جانا کہ یہ اون
لوگون کی لاشین ہین جو دقیوس قیصر کے ظلم سے بھاگے تھے -

راویون اور لوگون نے [۳] اس اصلی واقعہ کو اس طرح پر بنالیا کہ اصحاف کہف
کئی سو برس بعد سونیسے اوٹھے یا مردہ سے زندہ ہوگئے اور انہین مین کا ایک شخص

[۱] قال قتادة وغزا ابن عباس مع حبيب بن مسلمة فمروا بالكهف فاذا فيه عظام فقال رجل هذه عظام اهل الكهف فقال ابن عباس لقد ذهبت عظامهم منذ اكثر من ثلثمائة سنة (طبري)

[۲] فلما كانت السنة التى اراد الله فيها احياء الفتية انطلق رجل من اهل المدينة ... لهم تبيغ ... ان ... احياء الفتية ... الكهف ...

[۳] ... من النوم الطويل ... الى المدينة ...

روپیہ لیکر بازار مین آیا اور چرچا ہوا اور سب لوگ پہاڑ کی کہوہ پر گئے - پہر کسی نے کہا وہ زندہ تھے ایک آدھ بات کہکر مرگئے - کسی نے کہا کہ مسلم بغیر کسی نقصان کے لاشین تھین مگر اوسمین ارواح نہ تھی - ایسے واقعات مین اس قسم کی افواہین اوڑا کرتی ہین اور رفتہ رفتہ روایتین بنجاتی ہین اور کتابونمین لکھی جاتی ہین اور مذہبی لگاؤ سے لوگ اوسکو مقدس سمجھتے ہین اور معجزہ اور کرامات قرار دیتے ہین -

قرآن مجید مین جسقدر اس قصہ کا بیان آیا ہے وہ بالکل سیدھا اور صاف ہے بلکہ خدا نے اوس قصہ کو اسی مقصد سے بیان کیا ہے کہ جو غلط باتین اور عجائبات اوس قصہ کے ساتھہ مشہور تھے اونکی غلطی ظاہر ہو یا اونکی تکذیب کیجاوے اور بتا دیا جاوے کہ اصل واقعہ کیا ہی -

مگر افسوس ہے کہ مفسرین نے جنکے کان انہی پرانی افواہی روایتون سے بھرے ہوئے تھے اور عیسائی بھی اور اونکے سوا عرب اور ایشیا کے لوگ بھی اوس قصہ کو عجائبات یا کرامت اور معجزات کے طور پر بیان کرتے تھے قرآن مجید کی آیتون کی بھی وہی تفسیر کی جس سے خود خدا انکار کرتا تھا - فمثلهم کمثل الذی فسر القول بما لا یرضی قائله +

تمام مفسرین کی سوای معتزلہ کے یہ عادت ہے کہ اپنی تفسیرون مین محض بے سند اور افواہی روایتون کو بلا تحقیق لکھتے چلے جاتے ہین اور ذرا بھی تحقیق کی طرف متوجہ نہین ہوتے - علاوہ اسکے انہون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جہانتک ہوسکے

ہر ایک سیدھی سادھی بات کو بھی ایک حیرت انگیز طریقہ پر اور عجائبات و کرامات کے نمونہ پر بیان کرین - اوسی عادت کے موافق اصحاب کہف کے قصہ مین بھی عجیب و غریب باتین ملا دی ہین مگر قرآن مجید اون سب کو غلط بتاتا ہی -

اب ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی اون آیتون کی جو اصحاب کہف کے قصہ سے متعلق ہین تفسیر لکھین اور دکھلائین کہ قرآن مجید مین اونکا قصہ کس قدر اور کس طرح بیان ہوا ہے اور مفسرین اون آیتون کی تفسیر مین کیسے دھوکے مین پڑ گئے ہین - واللہ المستعان +

# تفسیر الآیات من القرآن العظیم

## فی قصۃ

# اصحاب الکہف والرقیم

سب سے اول اس امر کا تصفیہ کرنا چاہئے کہ اصحاب کہف و رقیم کا ایک ہی گروہ پر اطلاق ہوا ہے یا دو مختلف گروہون پر یعنی جن لوگون پر اصحاب کہف کا اطلاق ہوا ہے اونہین پر رقیم یعنی اصحاب رقیم کا اطلاق ہوا ہے یا اصحاب کہف ایک جدا گروہ تھا اور اصحاب رقیم جدا گروہ۔

جو کچھ بحث ہو سکتی ہے وہ رقیم کے لفظ پر ہو سکتی ہے بعض لوگون کا خیال ہے جیسا کہ تفسیر بیضاوی اور اور کتابون مین بھی لکھا ہے کہ اصحاب الرقیم ایک جدا گروہ تھے اور وہ تین شخص تھے کہین جاتے تھے رستہ مین مینھہ آیا ایک پہاڑ کے غار مین ہو بیٹھے اوپر سے پہاڑ گرا اور غار کا مونھہ بند ہو گیا۔ ان لوگون نے خدا کے سامنے عاجزی کی اور اس مصیبت سے نکلنے کی دعا مانگی کچھہ عرصہ کے بعد جو پتھر پہاڑ کا اوپر سے پھسل گرا تھا اور جس نے غار کا مونھہ بند کر دیا تھا وہ اور نیچے کو پھسل گیا اور غار کا مونھہ کھل گیا۔

قیل اصحاب الرقیم نفر ثلثة خرجوا یرتادون لاهلهم فاخذتهم السماء فاووا الی الکهف فانحطت صخرة وسدت بابه فقال احدهم اذکروا ایکم عمل حسنة لعل الله یرحمنا ببرکته فدعا کل واحد منهم بعمله ففرج الله عنهم فخرجوا وقد رفع ذلک نعمان بن بشیر (بیضاوی)

یہ قصہ امام محمد اسمعیل بخاری نے بھی اپنی کتاب صحیح بخاری مین بیان کیا ہے۔ مگر کچھ شبہ نہین ہوسکتا کہ اِس مقام پر لفظ رقیم سے اون لوگون کے قصہ کی طرف اشارہ نہین ہے۔

اول تو اس لئے کہ اوس گروہ پر اصحاب الرقیم کا اطلاق نہین ہوا۔ دوسرے یہ کہ خداتعالی نے اِس مقام پر دو گروہ کے قصے نہین بیان کئے بلکہ صرف ایک گروہ کا قصہ بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ایک ہی گروہ کا لقب تھا۔

ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جہان خدا نے اصحاب کہف کی تعداد مین لوگون کا اختلاف بیان کیا ہے کہ کوئی تو کہتا ہے کہ وہ تین شخص تھے کوئی کہتا ہے کہ پانچ تھے کوئی کہتا ہے سات تھی۔ پس بعض لوگون نے تین کی تعداد پر خیال کر کے رقیم کے لفظ سے اوس گروہ کا اشارہ سمجھا جنکی تعداد تین تھی اور وہ بھی پہاڑ کے غار مین اوپر سے پتھر گرنیکے سبب بند ہو گئے تھے۔ مگر جیسا کہ ہمنے بیان کیا نہ کوئی وجہ پائی جاتی ہے اور نہ اِس بات کا کوئی ثبوت ہے کہ اِن لوگون پر اصحاب الرقیم کا اطلاق ہوا ہو البتہ قسطلانی شرح صحیح بخاری مین شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب نے اصحب الغار کا اونپر اطلاق کیا ہے مگر اصحب الرقیم کا کسی نے اطلاق نہین کیا۔

بیضاوی اور نیز اور مورخون اور مفسرون نے رقیم کے معنو مین اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ جس پہاڑ مین اصحاب کہف چھپے تھے اوسکا نام ہے۔ کسی نے کہا

جس جنگل مین وہ پہاڑ تھا اوس جنگل کا نام ہی۔ بعضون نے کہا کہ جہان وہ پہاڑ تھا اوس شہر کا نام ہے مگر یہ سب اقوال قابل اعتبار نہین ہین اسلئے کہ جغرافیہ اوس ملک کا جہان وہ پہاڑ تھا ان اقوال مین کسیکی مساعدت نہین کرتا۔

بعضون کا قول ہے کہ رقیم اونکے کُتّے کا نام تھا اور اوسکی سند مین امیہ بن ابی الصلت شاعر جاہلی کا شعر لایا جاتا ہے جسمین اوس نے کہا ہی۔ ولیس بہا الا الرقیم مجاورا۔ مگر اس قول پر بھی طمانیت نہین ہوسکتی کیونکہ جسطرح رقیم کی نسبت مختلف باتین مشہور تھین یہ بھی مشہور ہوگا کہ رقیم اونکے کُتّے کا نام تھا اوسی کو شاعر نے اپنے شعر مین نظم کردیا۔

رقیم کے معنی از روی لغت کے لکھے ہوئے کے ہین صحیح بخاری مین بھی رقیم کی تفسیر مین لکھا ہی کہ "الرقیم الکتاب مرقوم مکتوب من الرقم" بخاری[۱] نے بھی سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ انھون نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رقیم جست کی تختی تھی جسپر اصحاب کہف کا حال اور اونکے نام لکھے گئے تھے اسی وجہ سے اونکو اصحاب الرقیم بھی کہتے تھے پانچوین صدی عیسوی کے اخیر مین یا چھٹی صدی کے شروع مین یعنی آنحضرت صلعم سے پہلے ایشیا مینر کے بشپ نے اس قصہ کو بطور عیسائی مذہب کے متبرک قصہ کے تحریر کیا تھا پس ہر صورت سے اصحاب کہف پر اصحاب الرقیم کا اطلاق صحیح و درست ہوتا ہے اور رقیم عطف تفسیری ہے اصحاب کہف کی وہو الصحیح عندنا۔

[۱] قال سعید عن ابن عباس الرقیم اللوح من رصاص کتب عاملهم اسماءهم ثم طرحه فی خزانته (بخاری)

تمام مفسرین[۵] قصۂ اصحاب کہف کی شان نزول مین لکھتے ہین کہ نضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط مدینہ کے یہودیون کے احبار یعنی علماء کے پاس گئے اور آنحضرتؐ کے حالات اونسے کہے اون لوگون نے کہا کہ تم اونسے تین سوال کرو اگر وہ جواب دین تو نبی ہین اور نہین تو نہین۔

ایک یہ کہ چند جوان جو اگلے زمانہ مین گذرے اونکا کیا حال ہی۔

ایک یہ کہ اوس شخص کی جو بڑا پھرنے والا تھا اور زمین کے مشرق اور مغرب تک پہونچا تھا اوسکے حالات کیا ہین۔

ایک یہ کہ روح کیا ہے۔

پہلے سوال کے جواب مین اصحاب کہف کا قصہ نازل ہوا۔ مگر ہمارے نزدیک نہ اس تمہید کی جو سوالات کرنیکے باب مین بیان ہوئی ہے کوئی سند ہے اور نہ اس بات کی طرف کہ اصحاب کہف کے قصہ کی نسبت کسی نے سوال کیا تھا کوئی اشارہ ہے ذوالقرنین کا حال اور روح کی ماہیت بلاشبہ لوگون نے آنحضرت صلعم سے پوچھی تھی اور قرآن مجید مین اوسکی طرف اشارہ ہے جہان فرمایا ہے یسئلونک عن ذی القرنین۔ یسئلونک عن الروح۔ مگر اصحاب کہف کے قصہ مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے جس سے پایا جاوے کہ وہ قصہ آنحضرت صلعم سے کسی نے پوچھا تھا۔ معہذا نبی ہونے کی شناخت ان سوالون کے جواب پر منحصر کرنا کیسی ایک لغو اور بیہودہ بات ہے۔

۳۰

[۵] روایت محمد بن اسحق ... ان قریشا بعثوہ ... ای نضر بن الحارث ... وبعثوا معہ عقبۃ بن ابی معیط الی احبار یہود بالمدینۃ وقالوا لہم سلوہم عن محمد وصفتہ واخبروہم بقولہ فانہم اہل الکتاب الاول وعندہم ما لیس عندنا من علم الانبیاء فخرجا حتی قدما المدینۃ فسألوا احبار یہود عن احوال محمد ... قال احبار الیہود سلوہ عن ثلث عن فتیۃ ذہبوا فی الدہر الاول ما کان من امرہم فانہم ... حدیث عجیب وعن رجل طواف قد بلغ مشارق الارض ومغاربہا ... وسلوہ عن الروح ما ہو فان ... فہو نبی ... فلما قدما مکۃ قالا ... جئناکم بفصل ما بیننا وبین محمد ... فجاؤا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألوہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرکم ... غدا ... انصرفوا ... رسول اللہ ... خمس عشرۃ لیلۃ ... ثم جاءہ جبرئیل ... سورۃ الکہف ... من عند اللہ ... الکہف

رمز نسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیتنا عجبا (سورۂ کہف)

اس روایت مین ایک صریح غلطی یہ ہے کہ اصحاب کہف کا قصہ یہودیون کا یا یہودی مذہب کا قصہ نہین ہے بلکہ عیسائی مذہب کے لوگون کا قصہ ہے پس اوسکی نسبت علماء یہود سے پوچھنا یا علماء یہود کا اوسکی نسبت سوال بتانا اور اوسکے جواب پر آنحضرت کا نبی ہونا منحصر کرنا کیسا غلط ہے۔

علاوہ اسکے یہ قصہ کچھ بہت پرانا قصہ نہین آنحضرت صلعم کے زمانہ سے تھوڑے زمانہ پہلے کا ہے جیسے کہ آئندہ معلوم ہوگا۔ معہذا یہ قصہ عرب جاہلیت کو بھی معلوم تھا جیسے کہ امیہ بن ابی الصلت جاہلی کے شعر سے پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| ولیس بہا الا الرقیم مجاورا | وصیدہم والقوم فی الکہف ہمد |

پس ایسے قصہ کو پوچھنا اور اوسپر نبی ہونیکو منحصر کرنا کسی طرح سمجھنے کے قابل نہین ہے

علاوہ اسکے خود قرآن مجید سے پایا جاتا ہے کہ قبل اسکے کہ خدا تعالی اس قصہ کی حقیقت بتلاوے آنحضرت صلعم اس قصہ کو معہ اون عجائبات کے جو لوگون نے اوسمین شامل کر دئے تھے سن چکے تھے اور متعجب ہوئے تھے خدا نے کہا اے محمد کیا تو نے سمجھا ہے کہ اصحاب کہف و رقیم میری عجیب نشانیون مین تھے۔ اور جب تک کہ آنحضرت نے وہ قصہ معہ اون عجائبات کے جو لوگون نے اوسمین شامل کر لئے تھے نہ سن لیا ہو تو خدا کا یہ فرمانا کہ کیا تو نے اوسکو عجیب سمجھا ہی صحیح نہین ہو سکتا ہے جانی ہوئی چیز پر نہین کہا جا سکتا کہ کیا تو نے اوسکو عجیب جانا ہے۔

یہ کہانی کہ قریش نے احبار یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم سے تین سوال

کہے تھے اور آپ نے فرمایا کہ مین کل اسکا جواب دونگا مگر انشاء اللہ تعالیٰ نہ کہا اور پندرہ روز تک نہ جبریل آئے نہ وحی لائے اور قریش ایسی ویسی باتین بنانے لگے اور آنحضرت ملول و متفکر ہوئے یہ محض غلط اور ساختہ کہانی ہے اور حدیث کی کسی معتبر کتاب مین یہ روایت نہین ہی۔

لوگون کی عادت ہے کہ جہان قرآن مجید کی کسی آیت مین اس قسم کا کوئی لفظ دیکھا جسپر کوئی قصہ مبنی ہوسکتا ہے اوسکی مناسبت سے ایک قصہ روایت کرنے لگے اور ہمارے مفسرین نے اون روایتون کو اپنی تفسیرون مین نقل کرنا شروع کیا۔ اسی سورہ مین یہ آیت ہے کہ [۱] "اور تو کبھی نہ کہنا کسی چیز کے لئے کہ مین اوسکو کل کرونگا بغیر انشاء اللہ کہے اور یاد کر اپنے پروردگار کو جب تو بھول جاوے"۔

اس آیت سے لوگون نے یہ قصہ بنایا کہ قریش [۲] نے یہ قصہ پوچھا تھا اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مین کل جواب دونگا مگر انشاء اللہ نہین کہا تھا اوسپر خدا روٹھ گیا اور دو ہفتہ تک وحی نہین بھیجی نعوذ باللہ من ہذہ الشطحیات —

اول تو غدا کے معنی کل کے یعنی دوسرے دن کی قرار دینا صحیح نہین ہے غد اور غدا کا استعمال زمانہ مستقبل غیر معین و غیر محدود پر ہوتا ہے خدا نے سورہ لقمان [۳] مین فرمایا ہے کہ کوئی نہین جانتا کہ وہ کل کیا کریگا پس غدا کے لفظ سے جسکا ترجمہ کل اور (فردا) ہے دوسرا دن مراد نہین ہے بلکہ اوس سے زمانہ مستقبل یعنی آنیوالا زمانہ مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کوئی نہین جانتا کہ آیندہ وہ کیا کریگا۔

[۱] ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ واذکر ربک اذا نسیت وقل عسی ان یھدین ربی لاقرب من ھذا رشدا (سورہ کھف)

[۲] و ذلک ان اھل مکۃ سالوہ عن الروح وعن اصحاب الکھف وعن ذی القرنین فقال اخبرکم غدا ولم یقل ان شاء اللہ فلبث الوحی ایاما ثم نزلت ھذہ الآیۃ (معالم التنزیل)

[۳] ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث م ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا (سورہ لقمان)

زمانۂ جاہلیت مین بھی غد کے لفظ کا اس معنی مین استعمال ہوتا تھا جیسے کہ زیاد ابن معاویہ المعروف بالنابغۃ الذبیانی جاہلی شاعر نے کہا ہی۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| لا مرحباً بغدٍ ولا اھلا بہ | | ان کان تفریق الاحبۃ فی غد | |

پس اس آیت مین جو لفظ غداً کا ہے اوسکے معنی دوسرے دن کے نہین ہین خدا نے فرمایا کہ جب تم آیندہ زمانہ مین کسی کام کے کرنیکو کہو تو اوسکے ساتھہ انشاء اللہ کہہ لیا کرو۔ لوگون نے اس خیال سے کہ یہ آیت سورۂ کہف کی آیتون مین شامل ہے اور غدا کا لفظ اوسمین آیا ہے اور لوگون کا ذوالقرنین کی نسبت اور روح کی نسبت بھی سوال کرنا قرآن مین مذکور ہے ایک روایت جسکی کوئی سند نہین ہے بنا کھڑی کی اور ہمارے مفسرون نے اپنی تفسیرونمین نقل کرنا شروع کر دیا۔

خدا تعالی نے اس مقام پر اصحاب کہف کے قصہ کو اخیر تک بیان نہین کیا بلکہ صرف اوسی قدر بیان کیا ہے جہانتک اوس بات سے علاقہ رکھتا ہے جس سے اس قصہ کا عجیب و غریب اور مافوق الطبیعت ہونا لوگون نے بیان کیا ہے باقی قصہ کو چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اوسکے بیان کی ضرورت نہ تھی اسلئے جس مقام پر اوس قصہ کو چھوڑا اپنے پیغمبر کو نصیحت کی ہے کہ جو کام آیندہ کو کرنا ہو بغیر انشاء اللہ کہے مت کہو کہ مین کرونگا اور اگر انشاء اللہ کہنا بھول جاوے تو اوسکو یاد کرلے یعنی یاد آنے پر کہہ لے۔ یہ جملہ اس مقام پر اس لئے فرمایا کہ خدا نے قصہ کو ناتمام چھوڑکر اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ یہ کہدے کہ آیت ۱۵ ہدا کرے مجھکو میرا پروردگار اس سے بھی قریب زیادہ ٹھیک بات کی یعنی جو قصہ باقی

ہل انشئکل رسورہ کہف
تا عسی ان یہدین ربی لاقرب من

رہگیا ہے اوسکو بھی تحقیق طور پر بتا دینے کی اور اسی کے بعد فرما دیا کہ خدا کو معلوم ہے کہ وہ کہف مین کتنی مدت رہے۔ غرضکہ جو شان نزول مفسرین نے بتائی ہے وہ صحیح نہین ہے تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ قاضی عبد الجبار معتزلی نے بھی اس شان نزول پر اعتراض کیا ہے کہ یہ شان نزول صحیح نہین۔ وہو الحق۔ اب اس قصہ کی شان نزول جو خود قرآن مجید سے بدلالت النص پائی جاتی ہے ہم بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے کافرون سے یہ قصہ جسطرح کہ اونمین مشہور تھا سُنا اور اوسپر نہایت متعجب ہوئے تھے خدا تعالیٰ نے اوس تعجب کے دور کرنیکو فرمایا[۱] "کہ ای محمد کیا تو نے سمجھا ہے کہ اصحاب کہف اور رقیم میری عجیب نشانیون مین تھے۔ یعنی وہ کچھ عجیب نہ تھے۔

علماء مفسرین[۲] نے بھی یہ معنی اختیار کئے ہین۔ مگر با وجود عجیب ہونیکے نفی کرنیکے اوسکا عجیب ہونا قایم رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ اسلئے عجیب نہین ہے کہ خدا کی تمام نشانیان عجیب ہین یا یہ کہ خدا کی مخلوقات مثلاً آسمان اور زمین وغیرہ اس قصہ سے بھی اعجب یعنی عجیب تر ہین۔

مگر ان دونون دلیلون مین غلطی ہے بیشک خدا کی تمام مخلوقات اور اوسکے تمام کام فی نفسہ عجیب ہین مگر جو روزمرّہ دیکھنے و برتنے مین آتے ہین اونکا عجیب ہونا نہین سمجھا جاتا بلکہ اوسی کا عجیب ہونا سمجھا جاتا ہے جو معمولی باتون سے بڑھکر ہو۔ پس یہ کہنا کہ قصۂ اصحاب کہف عجیب تو ہے مگر چونکہ تمام کام خدا کے عجیب ہی ہین اسلئے اس قصہ کو بالتخصیص عجیب مت سمجھو بالکل غلط اور خلاف مقصود آیت کے ہے کیونکہ

[۱] ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا (سورہ کھف)

[۲] یعنی اظننت یا محمد ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا اے ھم عجب من ایتنا وقیل معناہ انھم لیسوا باعجب من ایاتنا فان ما خلقت من السموات والارض وما فیھن من العجائب اعجب منھم (معالم التنزیل)

آیت مین اوسکے عجیب ہونیکی نفی سے یہ مراد ہے کہ وہ ایک معمولی واقعہ ہے جو انسانون پر گذرا ہے اوسمین تعجب کرنیکی کوئی بات نہین ـ

دوسرا استدلال کہ اور کام خداکے اوس سے بھی زیادہ تر عجیب ہین اس لئے گو کہ وہ قصہ عجیب ہے مگر اوسکو عجیب نہ سمجھو اور بہی زیادہ مہمل اور بی معنی ہے آیت مین اوسکے عجیب ہونیکی نفی کی گئی ہے اوسمین لفظ عجبا ہے اگر اعجبا کا لفظ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ نفی زیادہ تر عجیب ہونیسے متعلق ہوتی اور قصہ کا فی نفسہ عجیب ہونا باقی رہتا مگر جبکہ عجیب ہونیکی ہی نفی ہے تو بجز اسکے کہ وہ ایک عام واقعہ ہو جو دنیا مین ہوتے ہین اور کوئی صفت تعجب اوسمین باقی نہین رہتی ـ بلاشبہ خدا تعالی کی تمام نشانیان اور اوسکی تمام مخلوقات آسمان و زمین انسان و حیوان چیونٹیان اور رینگنے سب عجیب ہین لیکن باعتبار نفس خلقت کے فی نفسہ عجیب ہونا دوسری چیز ہے جو امور کہ موافق عادت کے ہوتے ہین گو وہ فی نفسہ عجیب ہون مگر عادت کے موافق ہونے پر اونسے کوئی تعجب نہین ہوتا ـ تعجب جب ہی ہوتا ہے جب کوئی چیز خلاف عادت وقوع مین آوے ـ پس یہ آیت جو تعجب کی نفی پر دلالت کرتی ہے وہ اوسی تعجب کی نفی کرتی ہے جو کسی امر کے خلاف عادت ظہور مین آنیسے ہوتا ہے ـ حاصل یہ ہے کہ اصحاب کہف مین کوئی بات تعجب کرنیکے لائق نہین ہے اونپر کوئی واقعہ خلاف عادت جس سے تعجب ہو جیسا کہ لوگون نے مشہور کر رکھا ہے نہین گذرا وہ مثل اور انسانون کے انسان تھے اور جیسے واقعات انسانون پر گذرتے ہین ویسے ہی اونپر بھی گذرے تھے کوئی

امر خلاف عادت جو تعجب انگیز ہو نہین ہوا۔

اب یہ امر قابل غور ہے کہ قرآن مجید مین اس قصہ کو دو ٹکڑے کرکے بیان کیا ہے پہلی دفعہ بہت ہی مختصر طور پر اوسکو کہدیا ہے اور صرف وہی خاص مقام بیان کیا ہے جسکے سبب وہ قصہ عجیب ہو جاتا ہے اور پہلی آیت مین اوسکے عجیب ہونیکی نفی کی ہے اور اوسکے ساتھہ کوئی ایسا لفظ بھی نہین ہے جو اوس قصہ کے واقعی ہونے پر اشارہ کرتا ہو۔

برخلاف اسکے جہان پر قصہ شروع کیا ہے اوسکی ابتدا مین فرمایا ہے[ا] کہ ہم بیان کرتے ہین تجہپر اونکا ٹھیک واقعی قصہ۔ پس پہلے بیان کی نسبت جو خدا تعالی اسنے اوس کا بیان کرنا اپنی طرف نسبت نہین کیا اور دوسرے بیان کو حق بتایا اور اپنی طرف نسبت کیا اسکے لئے کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔

تفسیر کبیر[۲] مین لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے اونکے قصے کا ایک ٹکڑا بیان کیا پھر کہا کہ ہم بیان کرتے ہین تجہپر اونکا ٹھیک یعنی سچا قصہ مگر صاحب تفسیر کبیر نے بھی کوئی وجہ نہین بیان کی کہ ان دونون بیانو مین کیون اس طرح تفریق کی ہے مگر یہ لفظ صاف اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ پہلے جسقدر بیان ہوا وہ قصہ وہ نہین ہے جسکے بتانیکا خدا نے ارادہ کیا تھا بلکہ پہلے وہ بیان کیا ہے جو لوگون مین مشہور تھا اور جس سے وہ قصہ عجیب ہو گیا تھا اور پھر واقعی قصہ بیان کیا ہے جسمین وہ امر تعجب انگیز نہین ہے اور دونون کے مقابلہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے

[ا] نحن نقص علیک نبأھم بالحق۔ (سورہ کہف)

[۲] اعلم انہ تعالی ذکر من قبل جملۃ من واقعتہم ثم قال نحن نقص علیک نبأھم بالحق ای علی وجہ الصدق۔ (تفسیر کبیر)

کہ جس امر کو لوگون نے باعث تعجب اس قصہ مین قرار دے رکھا تھا وہ واقعی نہین ہے۔

لوگون نے جسطرح اس قصہ کو تعجب انگیز بنا لیا تھا خدا نے اوسکا اس طرح بیان کیا ہے کہ "جب وہ چند جوان کہف مین آئے تو انہون نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو اپنے پاس سے رحمت دے اور طیار کر دے ہمارے لئے ہمارے کامون مین بھلائی پھر ہمنے مارا اونکے کانون پر کہف مین گنے ہوئے برسون تک پھر ہم نے اونکو اوٹھایا تاکہ ہم جان لین کہ اون دو گروہون مین سے کونسا گروہ خوب یاد رکھنے والا ہے اونکے رہنے کی مدت کو۔

لوگون نے جو اس قصہ مین تعجب انگیز بات بنا لی تھی وہ یہ تھی کہ جب وہ کہف مین گئے تو بعض روایتون مین ہے کہ وہ سو رہے بعض مین ہے کہ اونپر غشی چھا گئی محمد بن اسحق کا قول تفسیر معالم التنزیل مین نقل کیا ہے کہ خدا نے اونکی روحون کو وفات دی جیسے کہ سوتے مین روحون کو وفات دیتا ہے بعض روایتون مین ہے کہ وہ مر گئے پس خدا کو ایسا لفظ فرمانا تھا جو لوگون کے ان سب خیالات پر حاوی ہو اسلئے فرمایا "فضربنا علی اذانہم" یعنی اونکے کانون کو ایسا کر دیا جس سے وہ سن نہ سکین اور کانونکی ایسی حالت سو جانے غش آ جانے مر جانے ہر حالت مین ہو جاتی ہے پس اون لوگون کے خیالات پر جامع ہونیکو اس سے بہتر کوئی لفظ نہ تھا۔

پھر فرمایا "سنین عددا ثم بعثناہم" لوگ کہتے تھے کہ اونکی یہ حالت تین سو برس تین سو نو برس اور بعض تاریخون کے حساب سے دو سو برس یا دو سو چالیس برس تک رہی

(۱) اذ اوی الفتیة الی الکہف فقالوا ربنا آتنا من لدنک رحمة وہیئ لنا من امرنا رشدا فضربنا علی اذانہم فی الکہف سنین عددا ثم بعثناہم لنعلم ای الحزبین احصی لما لبثوا امدا (کہف)

(۲) فضربنا

(۳) قال المفسرون معناہ انمناہم (تفسیر کبیر)

(۴) فبینا ہم علی ذالک اذ ضرب اللہ علی اذانہم النوم فی الکہف (تفسیر معالم التنزیل)

(۵) قد توفی ارواحہم وفاة النوم (معالم التنزیل)

اِن اختلافات مدت کے لئے کوئی لفظ سنین عدد سے زیادہ جامع نہین ہوسکتا تھا -

پہر لفظ بعثنا بھی ایسا ہی جامع ہے کہ جو لوگ اونکو سوتا ہوا سمجھتے تھے تو سوتے سے اوٹھنے پر بھی بعث کے لفظ کا اطلاق ہوسکتا تھا غش سے افاقہ ہونے پر بھی اطلاق ہوسکتا تھا اور مردہ ہوکر زندہ ہونے پر بھی اوسکا اطلاق ہوسکتا تھا اور یہ لفظ لوگون کے تمام خیالات کے جامع تھی -

ضرب علی الاذن اور بعث کو خدا نے اس مقام پر اپنی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے فضربنا علی اذانہم - ثم بعثناہم اسکا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ بھی جنہون نے اس قصہ کو عجیب بنایا تہا اور وہی روایتین چلی آتی تہین وہ بھی اونکا سُلانا یا غش مین ڈالنا یا مردہ کردینا اور پہر اوٹھانا یا جلانا خدا ہی کی طرف منسوب کرتے تہے اسلئے اس مقام پر بھی خدا نے اوسکو اپنی طرف منسوب شدہ بتایا -

پس جو عجیب چیز اس قصہ مین بنائی گئی تھی وہ اصحاب کہف کا اس قدر مدت دراز تک سوتے رہنا یا غش مین پڑے رہنا یا مرے ہوئے ہوکر پہر زندہ ہونا تھا - جبکہ خدا تعالی نے پہلی آیت مین اس قصہ کے عجیب ہونیکی نفی کی تھی تو اوس سے اون کے اِس قدر مدت تک سوتے رہنے یا غش مین پڑے رہنے یا مردہ رہکر زندہ ہونیکی نفی لازم آتی ہے -

اِسکی تائید خود قرآن مجید کی اگلی آیتون سے ہوتی ہے جہانسے خدا تعالی نے خود اونکا واقعی اور سچا قصہ بیان کرنا شروع کیا ہے اور جسمین اونکے اِس قدر زمانہ دراز تک

سوتے رہنے یا غش مین پڑے رہنے یا مردہ رہنے کا مطلق ذکر نہین ہی۔ نتیجہ اس بحث کا یہ ہی کہ یہ جو لوگون مین مشہور تھا کہ اصحاب کہف اس قدر مدت دراز تک سوکر یا غش مین پڑے رہکر اوٹھے یا مردہ رہکر زندہ ہوئے صحیح نہین نہ تھا۔

اب خدا تعالی صحیح قصہ اصحاب کہف کا بتلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ [۵]ہم بیان کرتے ہین تجہپر اونکا سچا قصہ ہان وہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہمنے اونکو زیادہ ہدایت کی تھی اور مضبوط کر دیا تھا اونکے دلون کو جبکہ وہ کہڑے ہوئے (یعنی جابر اور بت پرست بادشاہ کے سامنے جو بت پرستی پر اونکو مجبور کرتا تھا) اونہون نے کہا کہ ہمارا پروردگار آسمانون اور زمین کا پروردگار ہے ہم اوسکے سوا کسی اور کو خدا نہین پکارتے اور جب ہمنے ایسا کہا (یعنی کسی دوسرے کو خدا کہا) تو ہمنے بیہودہ بات کہی۔ اسکے بعد اونہون نے آپس مین کہا کہ [۶]ہماری اس قوم نے اللہ کے سوا خدا ٹہیرائے ہین کیون نہین لاتے اونکے خدا ہونے پر صاف دلیل پھر کون شخص زیادہ ظالم ہے اوس سے جسنے بہتان باندھا خدا پر جہوٹ اور جب تم اون سے الگ ہو جاؤ اور اوس سے جسکی وہ عبادت کرتے ہین اللہ کے سوا تو چل رہو کہف مین تا کہ وسیع کر دیوے تمہارے لئے تمہارا پروردگار اپنی رحمت کو اور طیار کرے تمہارے لئے تمہارے کامو نمین آرام کا ذریعہ۔

اب خدا تعالی اوس کہف کا حال بتاتا ہی جسمین اصحاب کہف جا کر رہے تھے کہ [۷]تو دیکھے آفتاب کو جب وہ طلوع کرے تو وہ اونکے کہف سے دائین جانب کو مائل ہو گا

ع

نحن نقص علیک نبأهم بالحق انهم فتیة آمنوا بربهم وزدناهم هدی وربطنا علی قلوبهم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونه الها لقد قلنا اذا شططا

[۶] هؤلاء قومنا اتخذوا من دونه الهة لولا یأتون علیهم بسلطان بین فمن اظلم ممن افتری علی الله کذبا واذ اعتزلتموهم وما یعبدون الا الله فأووا الی الکهف ینشر لکم ربکم من رحمته ویهیئ لکم من امرکم مرفقا

[۷] وتری الشمس اذا

اور جب غروب کرے تو اونکو کاٹتا ہوا بائین طرف کو جاویگا اور وہ کہف کی کشادگی مین ہین

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے کہف کا سونہہ جانب شمال تھا اور لوگون نے بھی اسکے سونہہ کو جانب بنات النعش کہا ہے جو آسمان پر جانب شمال چند کواکب ہین پس اب تم اپنا سونہہ جانب شمال کرو تو مشرق تمہارے دائین ہاتہہ کو ہوگی اور مغرب بائین ہاتہہ کو اور سورج جو مشرق سے نکلیگا تمہارے پر ہوتا ہوا یعنی تمکو یا تمہارے مقام سکونت کو کاٹتا ہوا تمہارے بائین ہاتہہ کی طرف غرب کو چلا جاویگا - یہ حال خدا نے اسلئے بیان کیا تا کہ سمجھہ مین آوے کہ اوس کہف یعنی پہاڑ کی کہوہ مین بالکل اندہیرا تھا اور سورج کی روشنی کسی طرح نہین جا سکتی تہی -

پہاڑ مین جو اس قسم کی کہوہ ہوتی ہے وہ دور تک لمبی اور تنگ چلی جاتی ہے اور کسی مقام پر چوڑی ہو جاتی ہے اوسی چوڑی جگہہ پر خدا نے فرمایا ہے "کہ وہم فی فجوۃ منہ" یعنی اصحاب کہف اوس کہوہ کی چوڑی جگہہ مین تھے -

اوسکے بعد خدا فرماتا ہے کہ یہ ہے[۱] اللہ کی نشانیون مین سے جسکو خدا ہدایت کرے وہی ہدایت پانیوالا ہے اور جسکو گمراہ کرے پہر تو اوسکا کوئی دوست راہ بتانے والا نہین پاویگا -

اگر کوئی یہ سمجھے کہ خداتعالی نے اصحاب کہف کو یا اوس پہاڑ کی کہوہ کو یا اصحاب کہف کے وہان جا کر رہنے کو اللہ کی نشانیون مین سے قرار دیا ہے تو یہ محض غلطی ہوگی کیونکہ اوسکے آگے جو الفاظ ہین کہ من یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن یجد لہ سبیلا

[۱] ذالک من آیت اللہ من یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا (سورہ کہف)

وہ صاف بتاتے ہین کہ اصحاب کہف جو اپنے ایمان پر اور خدا پرستی پر مستحکم رہے اور خدا نے
نہایت سختی اور جبر مین بھی جو بت پرست بادشاہ کی طرف سے بتون کے پوجنے پر ہوتے
تھے اونکے دلون کو مضبوط رکھا اوسکی نسبت خدا نے فرمایا ذالک من آیات اللہ۔

اب خدا تعالی اصحاب کہف کی حالت بیان کرتا ہے کہ تو اونکو (یعنی اگر دیکھے تو)
گمان کرے کہ وہ جاگتے ہین حالانکہ وہ سوتے ہین اور ہم اونکو دائین کروٹ اور بائین
کروٹ پر بدل دیتے ہین اور اونکا کتا کھوہ کے دہانہ پر ہاتھ پہیلائے ہوئے بیٹھا ہے۔

خدا تعالی نے اس سے پہلے اصحاب کہف کا پہاڑ کی کھوہ مین جانا بیان کیا ہے
اوسکے بعد اوس کھوہ کی حالت بیان کی ہے اور اب اصحاب کہف کی حالت بیان
فرمائی ہے۔ پس یہ حالت اوسی وقت کی ہے جبکہ اصحاب کہف کھوہ مین گئے تھے
زمانہ موجودہ کی یا اوسکے کسی زمانہ ممتد کے بعد کی۔ تحسبہم ایقاظا کی نسبت
مفسرون نے بہت سی بے اصل باتین لکھی ہین الا قرآن مجید سے جو اوسکی وجہ پائی
جاتی ہے وہ صرف خدا کا یہ فرمانا ہے کہ نقلبہم ذات الیمین و ذات الشمال اور
یہی بات سچ ہے وہ پتھریلی کھوہ مین جا کر سوئے تھے اور اوسکے سبب سے گھڑی گھڑی
کروٹین بدلتے ہونگے اور اونکی اس تکلیف کو خدا نے اس طرح پر ظاہر فرمایا ہے۔

اوسکے بعد خدا تعالی اوس وحشت اور خوفناک حالت کو جسمین اصحاب کہف
پہاڑ کی کھوہ مین جا کر چھپنے سے مبتلا ہوئے تھے بتاتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر تو اونکو
دیکھتا تو اونسے اولٹا بھاگتا اور تجہپر اونسے رعب چھا جاتا۔ مفسرین نے اس آیت

وتحسبہم ایقاظا وہم رقود ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید (سورۂ کہف)

لو اطلعت علیہم لولیت منہم فرارا ولملئت منہم رعبا (سورۂ کہف)

کی نسبت بھی بہت سی افواہی اور بی سند روایتین لکھی ہین اور اونکی اِس حالت کو زمانہ مستد بالبعد کی حالت قرار دیا ہے حالانکہ جسطرح خداتعالی نے اصحاب کہف کی اوسوقت کی حالت کو جب وہ پہاڑ کی کھوہ مین گئے تھے بیان کیا ہے اسی طرح اوسی وقت کی اونکی وحشت انگیز حالت کو ظاہر فرمایا ہے۔

قرآن مجید کا سیاق کلام یہی ہے کہ جب کسی گذشتہ واقعہ پر متنبہ کرنا یا توجہ دلانا چاہتا ہے تو گذشتہ واقعہ کو موجود قرار دیکر خطاب کے لفظون سے مخاطب کرتا ہے جیسے کہ الم تر کیف فعل ربك باصحٰب الفیل۔

پہاڑ کی کھوہ فی نفسہ ایک وحشتناک جگہہ ہوتی ہے ۱۸۷۰ء مین جبکہ مین لندن مین تھا تو ایک دوست سے ملنے برسٹل مین گیا جو ایک خوبصورت شہر ہے اوسکے قریب سمندر کی کھاری کے کنارہ پر ایک چھوٹا سا پہاڑ کا ٹیلہ ہے اوسمین ایک کھوہ ہے جسمین کسی اگلے زمانہ مین کوئی ہرمٹ یعنی عیسائی درویش رہتا تھا مین اوس کھوہ کو دیکھنے گیا غالباً وہ کچھہ بہت بڑی نہ تھی کوئی سو فٹ کی لنبی ہوگی مگر ایسی تنگ و تاریک تھی کہ کوئی چیز یہانتک کہ پاس کا آدمی بھی دکھائی نہین دیتا تھا۔ جو شخص اوسکے دکھانیکو ہمارے ساتھہ تھا مہربانی سے روشنی لایا کہ ہم روشنی کے ذریعہ سے اوسمین جاوین۔ قریباً نصف راستہ ہمنے طی کیا ہوگا کہ اِس زور سے اور عجیب نفرت انگیز آواز سے ہوا آنی شروع ہوئی جسنے ہمکو پریشان کردیا اور جو روشنی ہمارے ساتھہ تھی وہ گل ہوگئی ہم آگے نہ جا سکے اور واپس چلے آئے معلوم ہوا کہ اوس کھوہ مین سمندر کی جانب

کوئی سوراخ یا موکہا ہے اوسمین سے بہ شدید ہوا آتی ہی۔ جو شخص ہمارے ساتہہ تہا اُسنے
بیان کیا کہ تہوڑی دور آگے قریباً دو ڈہائی گز چوڑی ایک جگہہ ہے اوسمین ہر مٹ
رہتا تہا۔ مین سمجہتا ہون کہ اسی قسم کی جگہہ پر سورہ کہف مین خدا تعالی نے وھم
فی فجوۃ منہ۔ کا اطلاق کیا ہی۔

یہانتک صرف اِس قدر بات قرآن مجید سے پائی گئی کہ اصحاب کہف اوس
بت پرست بادشاہ کے خوف سے بہاگے اور پریشانی کی حالت مین ایک وحشت انگیز
جگہہ مین جو پہاڑ کی تنگ و تاریک کہوہ تہی جا کر چہپے اور وہان سو رہے پہر خدا نے اونکو
جگایا یعنی وہ جاگے چنانچہ خداوند تعالی فرماتا ہے ؎ اور اسی طرح ہمنے اونکو اوٹہایا تا کہ
وہ آپس مین پوچہین۔ اونمین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کتنا سوئے اونہون
نے کہا ایک دن سوئے یا ایک دن سے کچہہ کم وہ بولے کہ تمہارا پروردگار جانتا ہے
کہ تم کتنا سوئے۔

پہاڑ کی کہوہ جسمین وہ جاکر چہپے تہے نہایت اندہیری تہی سورج کی روشنی اوسمین
نہین پہونچتی تہی یہ ایک معمولی بات تہی کہ جب وہ سو کر اوٹہے تو پوچہا کہ کس قدر سوئے
اوس اندہیری کہوہ مین کسی نے کہا دن بہر یا کچہہ کم سوئے جو کہ وہ لوگ بہ سبب
اندہیری کے ٹہیک انداز نہین کر سکتے تہے اونہون نے کہا خدا معلوم کتنا سوئے۔

یہ اونکا سونا اور جاگنا پہاڑ کی کہوہ مین جانیکے بعد ایک معمولی زمانہ تک سو کر
جاگنا تہا اور کوئی عجیب بات اوسمین نہ تہی اور نہ قرآن مین اس مقام پر یعنی اس قصہ

؎ وکذلک بعثنٰہم لیتساءلوا بینہم قال قائل منہم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم سورہ کہف

ہین جسکی نسبت خدا نے کہا نحن نقص علیک نبأہم بالحق کوئی اشارہ اس بات کا ہے کہ اونکا سوتے رہنا زمانہ طویل غیر عادی اور غیر قیاسی اور غیر طبعی تک ہوا تھا بلکہ تمام سیاق سے پایا جاتا ہے کہ وہ کھوہ مین چھپے وہان سو رہے اور معمولی قاعدہ پر اوٹھے آپس مین پوچھنے لگے کہ کتنا سوئے۔

بعض مفسرین نے استدلال کیا ہے کہ ہر گاہ اونکے اوٹھنے کی علت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ آپس مین سوال کرین کہ کتنا سوئے تو زمانہ نوم مین ضرور کوئی ندرت ہوگی اور اوس ندرت کو نوم زمانہ طویل قرار دیا ہے۔ مگر یہ اونکی محض غلطی ہے ایک امر کے بعد دوسرے امر کو جو اوسکے متصل واقع ہوا ہو لام کے ساتھہ بیان کرنیسے یہ لازم نہین آتا کہ دوسرا امر اوسکی علت ہو قرآن مجید کا سیاق کلام ایسا ہی ہے کہ ایک واقعہ کے بعد جو دوسرا واقعہ ہوتا ہے اوسکو لام کے ساتھہ بیان کیا جاتا ہے جس سے محض تعقیب مراد ہے نہ علت چنانچہ قرآن مجید مین بہت جگہہ جسپر لام آیا ہے وہ ہرگز اپنے ماقبل کی علت نہین ہے اسی سورہ مین خدا نے فرمایا ہے ثم بعثنا ھم لنعلم ای الحزبین احصی لما لبثوا۔ پس خدا کا علم اونکے زمانۂ نوم کی نسبت اونکے اوٹھنے کا معلول نہ تھا۔ اسکے سوا اور بہت سے مقام قرآن مجید مین اس سے زیادہ صاف طور پر آئے ہین جہان خدا نے فرمایا ہے۔ وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول اور جہان فرمایا ہے۔ وما کان لہ علیھم من سلطان الا لنعلم من یومن بالاخرۃ اور جہان فرمایا ہے فالتقطہ آل فرعون لیکون لھم عدوا وحزنا

پس جبکہ اونکے جگانیکی علت اُنکا باہم سوال کرنا نہ تھا جو دلیل ندرت زمانہ نوم کے اون مفسرین نے سمجھی تھی گو وہ کیسی ہی لغو اور مہمل تھی مگر وہ باطل ہو جاتی ہے۔ یہ امر بھی انسانون مین بہت واقع ہوتا ہے کہ سو کر اُٹھنے کے بعد پوچھتے ہین کہ کتنا سوئے اور کوئی نہین سمجھ سکتا کہ اونکے جاگنے کی علت سونیکی مدت کا سوال کرنا تھی۔

اصل یہ ہے کہ تمام مفسرین اور روایت گڑھنے والون کو اس وجہ سے غلطی پڑی ہے کہ ابتدا مین یعنی جس مقام پر خدا نے لوگون کی غلط افواہ اور غلط تعجب کا ذکر کرتے وقت اونکا قول نقل کیا تھا کہ فضربنا علی اذانھم فی الکھف سنین عددا ثم بعثناھم اور سنین عددا سے زمانہ ممتد مقصود تھا اوسی پر انھون نے سمجھ لیا کہ کہی سو برس سونیکے بعد اُٹھین ہونگے حالانکہ اس واقعی اور صحیح قصہ مین خدا تعالی نے اونکا سونا اور پھر جاگنا مسلسل طور پر کھوہ مین جانیکے بعد بیان کیا ہی۔

شروع قصہ مین خود خدا تعالی نے قصہ کے عجیب ہونیکی نفی کردی تھی اور اوسکا عجیب ہونا صرف مدت دراز تک سوئے رہنے سے تھا اِس صحیح اور واقعی قصہ مین خدا تعالی نے اونکا زمانہ دراز تک سوئے رہنے کا ذکر نہین فرمایا پس اس مقام پر بھی اوس غلط شہرت کو دخل کرنا صریح غلطی ہی۔

جب وہ اُٹھے تو انہون نے کہا کہ بھیجو اپنے مین سے ایک کو اپنے پاس سے چاندی کا یہ سکہ دیکر شہر کو تاکہ دیکھے کہ کونسا اچھا کھانا ملتا ہے اور اوسمین سے تمھارے لئے کھانا لاوے اور جلدی آوے اور کسی کو تمھاری خبر نہ کرے بیشک اگر وہ تم پر چڑھ آوینگے

ع فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا انھم ان یظھروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملتھم ولن تفلحوا اذا ابدا (سورۃ کھف)

تو پتھر مار کر مار ڈالین گے یا تمکو اپنے مذہب مین پھیر لین گے اور اوس وقت تم کبھی فلاح نہین پانے کے۔

اسکی تصریح قرآن مجید مین نہین کہ وہ صرف ایک ہی دفعہ کھانا لینے گیا یا اسی طرح متعدد دنون تک کھانا لایا کرتا تھا۔ مگر تفسیر معالم التنزیل مین محمد بن اسحق کی روایت لکھی ہے کہ "فلبثوا بذلک ما لبثوا" یعنی وہ اسی طرح کرتے تھے جب تک کہ وہ کرتے رہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرصہ تک وہ اسیطرح اپنا کھانا شہر سے منگاتے رہے۔

اسکے بعد خدا فرماتا ہی کہ اس طرح ہمنے لوگون کو انکی خبر کردی۔ مگر اسکے بعد خدا نے یہ نہ بتایا کہ ان لوگون نے اونکی خبر پاکر اونکے ساتھ کیا کیا اگر یہ فرمایا تاکہ وہ جان لین کہ بیشک وعدہ اللہ کا سچا ہی اور بیشک قیامت آنیوالی ہے اسمین کچھ شک نہین۔

اس مقام پر جو بحث ہے وہ یہ ہے کہ لیعلموا مین جو ضمیر ہے اوسکا مرجع کون ہین عموماً مفسرین عام لوگون کی طرف جنکو اونکی خبر ہوگئی تھی اوسکا مرجع بیان کرتے ہین مگر لوگون کو اونکی خبر ہو جانیسے کہ وہ پہاڑ کی کھوہ مین چھپے ہوئے ہین اور "ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لا ریب فیہا" سے کیا تعلق ہے۔

اگر کہا جاوے کہ اونکی خبر ملنے کا واقعہ اوس وقت کا ہے جبکہ وہ ایک مدت دراز تک سو کر اُٹھے تھے تو اول تو اونکے مدت دراز تک سوتے رہنے کی نفی ہو چکی اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے تو بھی ایک مدت تک گو کہ وہ کتنی ہی دراز ہو سو کر اُٹھنے سے اس بات کا کہ وعد اللہ حق وان الساعۃ لا ریب فیہا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

وکذلک اعثرنا علیہم لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لا ریب فیہا (سورہ کہف)

اور اگر بالفرض وہ اوس کہوہ مین مرگئے ہون جیسے کہ بعض مورخین کا قول ہے اور تین سو برس بعد پہر زندہ ہوئے ہون اور اِنکے دوبارہ زندہ ہونیکے بعد لوگون کو خبر ہوئی ہو تو بہی اِنکا دوبارہ زندہ ہونا کسی نے نہین دیکہا تو پہر کیونکر اون لوگون کو جنہون نے اونکی خبر سُنی تہی قیامت یعنی حشر اجساد پر یقین ہوسکتا تہا۔

کچہہ شبہ نہین ہے کہ ضمیر یعلموا کی خود اصحاب کہف کی طرف راجع ہے کہ جب انکو معلوم ہوا کہ لوگونکو اُنکی خبر ہوگئی تو اونکو یقین ہوا کہ اب وہ مارے جاوینگے۔ پس خدا کا یہ فرمانا کہ لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا اشارہ اس بات کا ہے کہ وہ مارے جاینگے کیونکہ اس بات کا جاننا کہ وعد اللہ حق جیسا کہ موت سے ہوتا ہے اور طرح نہین ہوسکتا قال اللہ تعالیٰ والذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سندخلہم جنات تجری من تحتہا الانہار خٰلدین فیہا ابدا وعد اللہ حقا ومن اصدق من اللہ قیلا۔

پس جن مورخین کا یہ قول ہے کہ جب اوس بت پرست بادشاہ کو اِنکے پہاڑ کی کہوہ مین چہپے ہونیکی خبر ہوئی تو اوسنے اوس کہوہ کا مونہہ بند کرادیا تا کہ وہ بہوکے اور پیاسے اوسمین مرجاوین اور وہ کہوہ اونکے لئے بمنزلہ قبر کے ہوجاوے چنانچہ وہین مرگئے بہت صحیح و درست معلوم ہوتا ہے اور قرآن مجید سے اوسکی تائید ہوتی ہے مذکورہ بالا واقعہ کے کئی سو برس بعد پہاڑ کی کہوہ کا مونہہ جو بند کردیا گیا تہا کُہل گیا اور اوس کہوہ مین اونکی لاشین جو صرف ہڈیان باقی تہین معلوم ہوئین اور

ضرور کھوہ کے اندر بموجب قاعدہ علم مناظر کے پوری لاشین نہ دکھائی دیتی ہونگی اوس وقت
لوگون نے اونکی زیارت کی اور جیسے کہ قرآن مجید مین بیان ہوا ہے کہ ۵۱ اوس وقت
آپس مین اونکے باب مین جھگڑا کرنے لگے۔ پھر انہون نے کہا کہ اونکے اوپر کوئی مکان
یعنی مقبرہ بنادو اونکا خدا اونکے حال کو بخوبی جانتا ہے۔

اون لوگون نے جو اون کہنے والون کے کام پر غلبہ رکھتے تھے یعنی حاکم یا پادری
اونہون نے کہا کہ اونکو قرار دینگے مسجد یعنی عبادت گاہ۔ چنانچہ بعض انگریزی کتابون مین
جنمین یہ قصہ بیان ہوا ہے لکھا ہے کہ اونکی ہڈیان ایک بڑے پتھر کے صندوق مین بند
کر کے مارسیلیس کو بھیجی گئی تھین اور سینٹ ویکٹر کے گرجا مین موجود ہین۔

اِس بات مین کہ اصحاب کہف کے آدمی تھے لوگ مختلف تھے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے ۵۲
کہ کہین گے (یعنی جب اونسے پوچھو) کہ تین تھے اونمین چوتھا اونکا کتا تھا اور کہین گے
پانچ تھے اور انمین چھٹا اونکا کتا تھا بن نشانہ دیکھے پتھر مارتے ہین اور کہین گے سات
تھے اور انمین آٹھوان اونکا کتا تھا تو کہدے ای پیغمبر کہ میرا پروردگار خوب جانتا ہے
اونکی تعداد کو اونکو نہین جانتے مگر تھوڑے۔ پھر تو اونسے اونکے باب مین جھگڑا مت کر
سوای ظاہری بات چیت کے اور نہ اونکے باب مین اونمین سے کسی ایک سے کچھ پوچھ
اور تو کبھی نہ کہنا کسی چیز کے لئے کہ مین اوسکو کل کرون گا بغیر خدا چاہے کہے اور یاد کر
اپنے پروردگار کو جب تو بھول جاوے اور کہدے کہ شاید ہدایت کرے مجھکو میرا پروردگار
اس سے بھی قریب زیادہ ٹھیک بات کی۔

اذ یتنازعون بینہم
فقالوا ابنوا علیہم
ربہم اعلم بہم قال
الذین غلبوا علی امرہم
لنتخذن علیہم مسجدا
(سورہ کہف) ۵۲
سیقولون ثلاثۃ رابعہم کلبہم
ویقولون خمسۃ سادسہم
کلبہم رجما بالغیب ویقولون
سبعۃ وثامنہم کلبہم
قل ربی اعلم بعدتہم ما
یعلمہم الا قلیل فلا تمار فیہم
الا مراء ظاہرا ولا
تستفت فیہم منہم احدا
ولا تقولن لشیء انی فاعل
ذلک غدا الا ان یشاء
اللہ واذکر ربک اذا
نسیت وقل عسی ان
یہدین ربی لاقرب
من ہذا رشدا (سورہ
کہف)
++++++
+++++++++
+++

اسکے بعد کی آیت مین جو لفظ ولبثوا کا ہے اوسکا عطف یقولن پر ہے جو اسکی پہلی آیت مین ہے یعنی کہین گے کہ وہ رہے پہاڑ کی کہوہ مین تین سو برس اور اونہون نے زیادہ کئے (یعنی اوسپر) نو برس تو کہدے کہ خدا خوب جانتا ہی کہ کتنی مدت وہ رہے اوسی کے لئے ہے آسمانون اور زمین کی چہپی ہوئی باتون کا جاننا خوب دیکہنے والا ہے اوسکا یعنی غیب کا اور خوب سننے والا اوسکے سوا اونکے لئے کوئی دوست نہین ہے اور وہ شریک نہین کرتا اپنے حکم مین کسی کو۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اصحاب کہف کسی مدت تک پہاڑ کی کہوہ مین رہے اور اس کہنے سے لازم آتا ہے کہ وہ کسی مدت کے بعد پہاڑ کی کہوہ مین سے نکلے مگر کوئی مورخ اس بات کو نہین کہتا کہ وہ کسی زمانہ مین پہاڑ کی کہوہ مین سے زندہ نکل کر کہین رہے ہون اور نہ کسی روایت مین ایسا بیان ہوا ہے پس جس مدت کا اس آیت مین ذکر ہے اوس سے وہی مدت مراد ہے جو اونکے پہاڑ کی کہوہ مین جانے اور اونکی ہڈیون کو اوسمین سے نکال لینے مین گذرا بیشک اس زمانہ کی مدت ٹہیک ٹہیک معلوم نہین ہے لیکن جہانتک کہ تاریخ سے معلوم ہو سکتا تہا اوسکو ہم بیان کر چکے ہین

یہ ہے صحیح قصہ اصحاب کہف کا بعض لوگون کو جہان کہین پرانی لاشین برآمد ہوئی ہین شبہ پڑا ہے کہ یہ لاشین اصحاب کہف کی ہین معجم البلدان مین یاقوت حموی نے ایک قصہ لکہا ہے کہ واثق باللہ نے محمد بن موسی نجومی کو روم مین بہیجا کہ وہ اصحاب کہف کو دیکہے اور وہ روم کے ایک شہر مین گیا وہان ایک چہوٹا سا پہاڑ تہا کہ اوسکا

ولبثوا فی کہفہم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعا قل اللہ اعلم بما لبثوا لہ غیب السموات والارض ابصر بہ واسمع ما لہم من دونہ من ولی ولا یشرک فی حکمہ احدا (سورۂ کہف)

گہیں پیچہے سے ہزار گزسے کچہہ کم تہا اور زمین سے ملی ہوئی اوسمین ایک سرنگ تہی وہ اوسمین
گیا اور وہ تین سو قدم نیچے چلے گئے وہان پہونچکر اوسکو ایک مکان ملا جو ستونون پر بنایا
ہوا تہا اور ستون بہی پہاڑ ہی مین سے کہودے ہوئے تہے اور اوسمین کئی کوٹہریان
تہین ایک کوٹہری کی کرسی آدمی کے قد کے برابر اونچی تہی اور اوسپر ایک پتہر کا دروازہ
تہا وہان ایک آدمی متعین تہا وہ ان لاشون کے دیکہنے اور تلاش کرنیکو منع کرتا
تہا اور ڈراتا تہا کہ کچہہ آفت لگ جائیگی منجم نے اوسکے منع کرنیکو نہ مانا اور نہایت
مشکل اور دقت سے اوسکے اوپر چڑہا وہان اوسنے لاشین دیکہین جو صبر اور مر اور کافور
سے لیپ کئی ہوئے رکہی تہین —

ایک اور قصہ ہے کہ بلقا مین بہ اطراف دمشق ایک جگہہ عمان کے قریب ہے
لوگ کہتے ہین کہ وہ جگہہ اصحاب کہف و الرقیم کی ہے —

اور ایک یہ قصہ ہے کہ اندلس کے جنگل مین ایک جگہہ ہے جسکو جنان الورد
کہتے ہین اور اوسی کو اصحاب الکہف و الرقیم کی جگہہ بتاتے ہین اور وہان لاشین
ہین کہ وہ بگڑتی نہین —

ایک اور قصہ ہے کہ علی بن یحیی اٹلی کے ملک مین ایک جگہہ گیا اوسنے غار
دیکہا اور اوسکے اندر تیرہ لاشین تہین اور یہ خیال کیا کہ سات لاشین تو اصحاب کہف
کی ہین اور باقی لاشین اہل روم نے اپنے بزرگون کی صبر اور اور دوا مین
مل کر رکہہ دین ہین —

عبادہ بن صامت سے ایک روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رض نے اپنے پہلے سال خلافت مین اوسکو روم مین بہیجا قریب قسطنطنیہ کے اوسنے ایک سُرخ رنگ کا پہاڑ دیکہا اور لوگون نے کہا کہ اوسمین اصحاب الکہف ہین وہان ایک گرجا تہا گرجا کے لوگون نے ایک سرنگ بتائی جو پہاڑ مین تہی وہ مجھکو وہان لیگئے اور وہان ایک لوہے کا دروازہ لگا ہوا تہا وہ کہولا تو ہم ایک بڑے مکان مین پہونچے اوسمین تیرہ ۱۳ لاشین چت رکہی ہوئی تہین گویا کہ وہ سوتے ہین ہمنے اونکا موہنہ کہول کر دیکہا تو وہ بالکل تروتازہ تہا جیسا کہ زندہ آدمیون کا۔ ایک شخص کے موہنہ پر تلوار کا زخم تہا معلوم ہوتا تہا کہ گویا ابہی زخم لگا ہے۔ ہمنے اون لوگون سے اونکا حال پوچہا تو انہون نے کہا کہ ہم اپنی کتابو نمین پاتے ہین کہ یہ لاشین حضرت عیسی کے مبعوث ہونیسے چارسو برس پہلے سے ہین اور یہ سب ایک وقت مین انبیا مبعوث ہوئے تھے اسکے سوا اور کچہ ہم نہین جانتے۔

۱۸۸۶ء مین جب ایک انگریزی کمیشن افغانی اور روسی سرحد مقرر کرنیکو ترکہانون کے ملک مین گیا تو اوس وقت ایک شخص نے ایک پہاڑ کا جسکا نام اوسنے کوہ رقیم لیا ہے اس طرح پر حال لکہا ہے۔

کوہ رقیم جسمین سات شخص خوابیدہ ہین بہ زیارت مسلمانونکی ہے اور ہمارے کیمپ سے چار میل جنوب و غرب کو وادی حراق مین ہے کیمپ کے مسلمان اوسکی طرف چلے اور مین بہی گہوڑے پر سوار معہ صوبہ دار محمد حسین خانصاحب دوسری پلٹن سکھہ

کے گیا۔ اہل اسلام اِس مقام کو اسلئے متبرک مانتے ہین کہ اصحاب کہف کا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے اِس پہاڑ کو جسمین یہ زیارت واقع ہے یہان کے باشندے چارشنبہ بھی بولتے ہین اور اوسکے نواح مین پہلے کسی زمانہ مین ایک آبادی قشلان نام کی تہی جسمین اسّی ہزار باشندے بستے تہے۔ شاید کسی مقام پر شہر فسوس بہی ہوگا جسکا ذکر قصۂ اصحاب کہف مین کیا جاتا ہے۔ کہ ایک شخص منجملہ اِن سات شخصون کے شہر فسوس مین گیا۔ تاکہ روٹی خرید لاوے۔ لیکن اسکا صحیح پتہ مشکل ہے۔ بعض کہتے ہین کہ یہ مقام (البتمور) مین تہا جو جنوبی جانب پہاڑ و نخین ہے اور جہان ابتک ایک قطعہ موجود ہے فی الحال اِس قطعہ کی سیر ممکن نہین کیونکہ برف بہت ہے اور بعض کہتے ہین کہ یہ مقام محکوین تہا جو چارشنبہ سے مشرق کی طرف سات میل کے فاصلہ پر ہے واقعی محکوایک آباد جگہہ تہی اور بڑا موضع تہا جسکو ترکمانون نے غارت کرکے اُجاڑ دیا ہے۔ یہ مقام درمیان مروچک اور اندخوی کے ہے۔ کوہ رقیم پر اِس وقت بیس خاندان سیدون کے آباد ہین اور ایک موضع خاص سادات کا غار کے موہنہ پر واقع ہے آگے بڑہکر ایک اور موضع ڈہائی سو خاندان کی آبادی کا ہے۔ یہ پہاڑ ایک تنگ وادی مین ہے اور جسمین مجاورین تردد کرتے ہین وہ اونکو معاف ہے۔ علاوہ اِسکے جو لوگ زائرین یہان آتے ہین وہ مجاورین کی خدمت کرتے ہین یہان ایک چہوٹی سی مسجد ہے اور غار کے موہنہ پر ایک محراب دار دروازہ بیس فٹ بلند بنا ہوا ہے اور اوسپر ایک چوب بطور نشان استادہ ہوکر ایک کپڑا اوسمین لگا ہوا اُڑتا ہے۔ اِس غار

کے چارون طرف ایک وسیع قبرستان ہے جو شخص مرتا ہے یہین لاکر دفن ہوتا ہی اور اسی وجہ سے
یہ پہاڑ پر ہے - غار کے موہنہ سے دس بارہ گز کے فاصلہ پر ایک طرف تہ خانہ ہے تہ خانہ
مین دو و رچل کر ایک دروازہ مٹی سے چھپا ہوا ہے - سیدون نے کہا کہ یہ سید ہار استہ
مکہ کا ہے مگر قدرت اوسکو کہولنے نہین دیتی جب مٹی ہٹاتے ہین اور مٹی یہان گر جاتی ہے
دہنی طرف ایک تاریک حجرہ مین ایک زینہ لگا ہے اور اوسمین تختے بچھے ہین اور یہان سے رستہ
خفتگان کا بند کر دیا ہی - سیدون نے بہت کچہہ کرامات اصحاب کہف کی بیان کی اور
کہا اصحاب موصوفین اب بہی غار کے اندر سوتے ہین - اور کچہہ تبرکات بھی دکھلائے
اور سب سے بڑا مشاہدہ یہ ہوا کہ انہون نے شمع اندر بڑہا کر کہا دیکہو یہ سوتے ہین ایک چادر
سفید گوٹ کی نظر آئی -

نامہ نگار کہتا ہے کہ مینے کہا کہ ہمکو یہ بہی دکھلا دو کہ اس چادر کے نیچے کیا ہی انہون
نے کہا کہ یہ نہوگا کیونکہ ہم خود واقف نہین کہ اسکے نیچے کیا ہے اور کہنے لگے کہ زمانہ سابق
ایک شخص نے کپڑا اُٹھا کر دیکھنا چاہا تہا فوراً اندہا ہو گیا تھا - اور کہا کہ اگر تمہین شک ہے
تو ادہر دیکھو اور یہ کہکر شمع ایک طرف پہیر دی دیوار کے ساتہہ کتے کی ٹانگین نظر آئین
گمان تہا کہ کتا سوتا ہی - واللہ اعلم کیا اسرار ہے -

اس قسم کی لاشون کا برآمد ہونا اگر وہ درحقیقت اور فی الواقع برآمد ہون تو کچہہ
تعجب کی بات نہین ہے مصر مین ہزارون برس کا دستور تہا کہ لاشون کو ممی بنا کر رکہتے
تھے چنانچہ بہت سی مُوزیمم مین وہ لاشین جو برآمد ہوئی ہین موجود ہین -

ایشیا مین بہی قدیم زمانہ مین ممی بنانیکا کسی قدر رواج ہوا تہا اور اس سبب سے بعض ایشیا کے مقامون مین سے ایسی لاشین برآمد ہوئی ہین۔ علاوہ اسکے بعض ملکون اور پہاڑونمین بسبب تاثیرات ملکی اور برف کے اسی طرح کی افتادہ لاشین بھی نکل آتی ہین اور لوگ اونکو اصحاب کہف کی لاشین سمجہہ جاتے ہین۔

علاوہ اسکے اون مقامون کے خادم روپیہ کمانیکے لئے بہت کچہہ فریب کیا کرتے ہین اور جہوٹی روایتین بیان کرتے ہین جس زمانہ مین کہ سید احمد صاحب سکہون سے لڑکر شہید ہوئے اونکی لاش میدان جنگ مین دستیاب نہین ہوئی غالبًا اِس وجہ سے کہ مغلوبین تو کافی طرح پر تلاش نہ کرسکے اور جو غالب ہوئے تہے وہ یقینًا پہچان نہین سکتے تہے پس اونکے مریدون کو موقع ملا اور اُنہون نے کہا کہ وہ زندہ ہین اور پہاڑ کی کہوہ مین خدا کی عبادت اور نماز مین مشغول ہین اور اُنہون نے کہوہ مین ایک لکڑی پر عمامہ رکہکر اور جبہ کرتا پہنا دیا تہا اور دور سے لوگون کو دکہا دیتے تہے کہ وہ بیٹہے نماز مین مشغول ہین۔ ہزارون لوگ اب بہی بعض بزرگونکی نسبت یقین رکہتے ہین کہ وہ سیکڑون برس سے پوشیدہ زندہ ہین اور وقت مقرر پر تشریف لاوینگے یہودی چند بزرگونکو زندہ جانتے ہین مسلمان وعیسائی حضرت عیسیٰ؊ کے زندہ ہونیکے اور پہر دنیا مین آنیکا یقین کرتے ہین شیعہ حضرت امام مہدی؈ کے پوشیدہ ہوجانے اور اتبک بلکہ وقت ظہور تک جو قیامت کے قریب ہوگا زندہ ہونیکے قائل ہین۔

اِس قسم کے خیالات واعتقادات ایسی باتون پر جو لوگ بنا لیتے ہین زیادہ یقین کرلینے کے باعث ہوتے ہین فقط

**تمت**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# سات سونیوالی یعنی اصحاب کہف

## ترجمہ کتاب کیورس متھس آف دی میڈل ایجز مولفہ الیس بارنگ گولڈ ایم اے



یہ قصہ جسپر ہم اس مضمون مین بحث کرتے ہین پچھلے زمانہ کی عجیب اور حیرت انگیز قصون مین سے ہے جیکس ڈی وارین نے اسکو اپنی کتاب مین جسکا نام لیجنڈا اریا ہے اس طرح بیان کیا ہے۔

یہ سات سونیوالے افسس کے باشندے تھے بادشاہ ڈی سیس جسنے نصاری پر بہت ظلم کیا تھا جب وہان پہونچا تو اوسنے یہ حکم دیا کہ ایک معبد اصنام کی پرستش کے لئے بنایا جاوے اور سب لوگ اوسکے سامنے بتون پر قربانی

کرین نصاری تلاش کروا کر بلائے گئے اور حکم سنایا گیا کہ وہ بہوت یا پرستش اصنام انمین سے جسے
چاہین اختیار کرین اس حکم سے شہر مین ایک آفت برپا تہی دوست دوست کا ساتہی نہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا
اس زمانہ مین افی سس مین سات عیسائی تہے جنکے نام میک سی
مین - مالکس - مارسین - ڈایونی سیس - جان - سراپین
کانسٹن ٹین تہے اونہون نے بتون پر قربانی کرنیسے انکار کیا اور اپنے مکان
مین نماز روزہ کرتے رہے ڈسی سیس کے سامنے انپر یہ الزام لگایا گیا اور انہون نے
اپنے عیسائی ہونیکا اقرار کیا - بادشاہ نے کچہہ مہلت دی تاکہ وہ جو طریقہ آئندہ اختیار
کرین اوسپر بخوبی غور کرلین - اس مہلت کو انہون نے غنیمت سمجہکر اپنا تمام مال و اسباب غربا کو
دیدیا اور خود یہ ارادہ کرکے گئے کہ سیلین پہاڑ کے غار مین جا کر چہپ رہین -
انہین سے ایک شخص مالکس نامی طبیب کا بہیس لیکر شہر مین کہانا خریدنے
کو گیا ڈسی سیس جو کچہہ عرصہ کے لئے افی سس سے چلا گیا تہا واپس آکر یہ حکم
دیا کہ وہ ساتون شخص تلاش کئے جاوین مالکس ڈرتا ہوا شہر سے بہاگا اور اپنے اصحاب سے
بادشاہ کے غصہ کا سب حال بیان کیا سب نے جو مالکس نے اونکے لئے روٹی کہانیکو
کہا تا کہ اونمین کچہہ طاقت آوے اور صحبت ہے مگر ہراسان ہو کر انہون کہانیسے فارغ ہو کر وہ
رو کر باتین کرتے تہے کہ خدا کی مشیت اونپر خواب طاری ہوگئے -

شہر مین کفار نے اونکو جا بجا تلاش کیا مگر کہین پتا نہ ملا **ڈی سیس**
اس سے اور بہی زیادہ برافروختہ ہوا اور اونکے والدین کو بلاکر یہ کہا کہ اگر وہ اونکا پتہ
اور نشان نہ بتائین گے تو سب مار ڈالے جائین گے ۔ اونہون نے جواب دیا کہ وہ
ساتون جوان اپنا مال واسباب غربا کو تقسیم کرکے چلے گئے ہمکو یہ معلوم نہین کہ وہ
کہان ہین **ڈی سیس** نے اس خیال سے کہ ممکن ہے کہ وہ غار مین چہپ
رہے ہون اوسکا موںہہ پتہرون سے بند کرادیا تاکہ وہ بہوکے مرجاوین ۔

تین سو ساٹھہ برس اسی طرح گذر گئے **تہیوڈوسیس** کے تیسوین سال مین
بعض ملحدون نے مسئلہ انبعاث موتی کا انکار کیا ۔ اتفاقاً ایک شخص **سبلین**
کے پہاڑ کے پاس اصطبل بنواتا تہا غار کے موںہہ پر پتہرون کا ڈہیر دیکہکر سب پتہر
تعمیر کے لئے اٹہوا لئے اوسوقت اون ساتون کی آنکہہ کہلی یہ سمجہکر کہ ایک ہی شب
خواب مین گذری ہے **مالکس** سے پوچہا کہ **ڈی سیس** نے اونکی نسبت آخری
حکم کیا دیا ہے اوسنے کہا کہ وہ ہمکو یہانتک تنگ کریگا کہ ہم مجبور ہوکر بتون کو پوجین
**میکسی مین** نے کہا خدا جانتا ہے ہم کبہی نہین کرینگے پہر اپنے ساتہیون
کی طرف مخاطب ہوا اور **مالکس** سے کہا کہ جسطرح ہو وہ شہر جاکر اس امر کی خبر لاوے
اور کچہہ کہانیکے واسطے بہی لاوے ۔ مالکس پانچ سکہ لیکر غار مین سے نکلا یہہ پتہر دیکہکر
حیران ہوا ۔ پہر شہر کی طرف چلا شہر کے قریب پہونچکر دروازہ پر صلیب لگی ہوئی دیکہی اور بہی
زیادہ متحیر ہوا دوسرے دروازہ پر گیا وہان بہی یہ متبرک نشان موجود تہا اسی طرح

شہر کے ہر دروازہ پر بہی دیکہا اوسکو یقین ہوا کہ شاید خواب کا کچہہ اثر ابتک باقی ہے
آنکہین ملتا ہوا شہر مین داخل ہوا اور ایک نان بائی کی دوکان کی طرف بڑہا لوگون
کی زبان سے خدا کا نام سنکر اور بہی حیران ہوا کہا کہ کل اس نام کے لینے کی ایک کو
بہی جرأت نہ تہی آج عیسیٰ کا نام وردزبان ہے۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ شبہ ہوا کہ شاید
یہ اور کوئی شہر ہو۔ ایک راہ چلتے سے شہر کا نام پوچہا۔ سنکر کہ یہ شہر **افی سس**
ہے سخت حیران ہوا۔ نان بائی کی دوکان پر جاکر روپیہ رکہا۔ سکہ کو دیکہکر طباخ نے
پوچہا کہ تجہکو کہین سے خزانہ ملگیا ہے نان بائی آپس مین باتین کرنے لگے یہ سمجہا کہ
انہون نے مجہکو پہچان لیا ہے اور بادشاہ کے سامنے لیجانیکو ہین بولا کہ خدا کے
واسطے مجہے چہوڑو مین روٹی اور روپیہ سے باز آیا کسی طرح جان بچے لیکن دوکاندار
نے اوسکو پکڑ کر یہ کہا کہ تم کون ہو اس سے کچہہ غرض نہین جو تمکو خزانہ ملا ہے وہ ہمکو
بہی بتاؤ تاکہ ہم تمہارے شریک ہون اوسوقت ہم تمکو چہپاوینگے **مالکس** خوف کے مارے
کچہہ جواب نہ دیسکا اسکے گلے مین رسی ڈالکر بازار مین سڑک پر کہینچتے پہرے شہر مین
بہی یہ خبر مشہور ہوئی ہر طرف سے لوگ جمع ہوئے کسی نے اوسکو نہ پہچانا وہ اپنی لاعلمی
بیان کرتا رہا سب کے چہرون پر نظر دوڑائی مگر کوئی ایسا نظر نہ پڑا کہ جس سے کچہہ بہی
پہلا تعارف ہو **سینٹ مارٹن بشپ** اور **اینٹی پیٹر** حاکم شہر نے یہ
حال سنکر جوان اور طباخ کو بلایا اور جوان سے پوچہا کہ یہ خزانہ کہان سے ملا ہے اوسنے
کہا کہ خزانہ تو کہین سے نہین ملا یہ چند سکہ میری تہیلی مین تہے پہر اوس سے دریافت

لما رای اهل الباطل یزیدون ویظهرون علی اهل الحق ویقولون لا حیوة الا الحیوة الدنیا وانما یبعث الارواح ولم یبعث الاجساد فجعل تیدوسیس یرسل الی من یظن فیهم خیرا وانهم ائمة فی الخلق فجعلوا یکذبون بالساعة حتی کادوا ان یحولوا الناس عن الحق وملة الحواریین فالقی الله فی نفس رجل من اهل ذلک البلد الذی فیه الکهف وکان اسم ذلک الرجل اولیاس ان یهدم ذلک البنیان الذی علی فم الکهف

کیا کہ کہان سے آئے اوسنے کہا کہ مین **افی سس** کا باشندہ تہا اگر یہ شہر **افی سس**
ہی ہے گورنر نے کہا کہ تمہارے مان باپ اور اقارب اگر یہان رہتے ہون تو بلاؤ
جوان نے اونکے نام بتائے اور کہا کہ یقیناً وہ یہان رہتے ہین مگر شہر مین ان نامون
کا کوئی نہین تہا - گورنر نے چلا کر کہا کہ تم یہ کیونکر کہہ سکتے ہو کہ یہ تمہارے مان باپ کا
روپیہ ہے یہ بادشاہ **ڈی سیس** کے عہد کا سکہ ہے جسکو تین سو چہتر برس گزرے
اور سکہ حالی کے بالکل مشابہ نہین کیا تم **افی سس** کے حکماء اور بوڑہے لوگون کو
بتاتے ہو بہ خوب سمجہہ لو کہ اگر تم اوسکا پتہ نہ بتاؤ گے تو تمکو تمام قانونی سختیان برداشت
کرنی پڑینگی **مالکس** نے عرض کیا کہ خدا کی واسطے آپ پہلے مجہکو ان چند سوالون کے جواب
دین اوسوقت مین کچہہ کہہ سکون گا - بادشاہ **ڈی سیس** کہان چلا گیا ہے
**بشپ** نے جواب دیا کہ میرے بچے اس نام کا اب کوئی بادشاہ نہین جسکا یہ نام
تہا اوسکو مرے ہوئے ایک عرصہ گزرا **مالکس** نے کہا کہ جو بات سنتا ہون اوس سے
اور شش و پنج مین ہو جاتا ہون **سیلئن** پہاڑ تک میرے ہمراہ چلو تا کہ مین اپنے
ساتہیون کو دکہاؤن کل ہی **ڈی سیس** کے ظلم سے بہاگ کر ہمنے اوس پہاڑ
مین پناہ لی تہی **بشپ** نے گورنر سے کہا کہ یہان خدا کا ہاتہہ ہے - ایک انبوہ
کثیر اوسکے ساتہہ چلا - اول **مالکس** غار مین اپنے ساتہیون کے پاس گیا اور پہر
**بشپ** وہان اُنہون نے اون بزرگون کو غار مین بیٹہا ہوا دیکہا بشاش چہرہ
مثل گلاب کے تر و تازہ دیکہکر سب گر پڑے اور خدا کو سجدہ کیا - گورنر نے اوسی وقت یہ خبر

**تہیوڈوسییس** کو بھیجی وہ فوراً **افیسس** کو روانہ ہوا۔ تمام اکابر شہر اوس سے ملے اور اوسے غار کی طرف لیگئے۔ بادشاہ کو دیکھکر ان مقدسین کے چہرے مثل آفتاب کے روشن ہوئے بادشاہ نے خدا کا شکر کیا اور اونسے بغل گیر ہو کر کہا کہ مینے تمکو کیا دیکھا گویا مسیح کو لزارس کو شفا بخشتے ہوئے دیکھا **میکسی مین** نے جواب دیا کہ ہم ایمانا یہ بات کہتے ہین اور آپ یقین کیجیے کہ خدا نے ہمکو محشر سے پہلے اسواسطے اُٹھایا ہے تا کہ تم اس امر کو برحق سمجھو کہ قیامت کو مردے ضرور اُٹھائے جائینگے کیونکہ جیسا بچہ مان کے رحم مین رہتا ہے اور کچھ ایذا نہین پاتا اسی طرح ہم بھی خواب مین رہے اور کوئی تکلیف نہ اوٹھائی یہ کہکر اونہون نے سر جھکایا اور جان بحق تسلیم کی بادشاہ اوٹھکر اونپر جھکا اور بغل گیر ہو کر رویا حکم دیا کہ سنہرے صندوق بنواکر اونمین یہ لاشین بطور یادگار زمانہ رکھی جاوین مگر اوسی شب کو اون بزرگون کو خواب مین دیکھا کہ کہتے ہین "ہم اب تک زمین مین سوتے تھے اب بھی زمین ہی مین سونے دو جب تک کہ خدا دوبارہ نہ اُٹھاوے۔

یہ دلچسپ قصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ہم تک شاید یہ مشرق سے پہونچا ہے **جیکوبس سروجینسس** **میسوپوٹیمیا** کی پانچوین یا چھٹی صدی کے **بشپ** نے اوسکو سب سے پہلے قلمبند کیا ہے **گریگری اف ٹورس** شاید سب سے اول اوسکو یورپ مین لایا ہے **ڈایونیسیس اف انیٹاک** نے نوین صدی مین یہ قصہ شامی زبان مین کہا ہے **فوتیس** باشندۂ قسطنطنیہ نے بھی اوسکو لکھا ہے

وہ لکہتا ہے کہ یہ قصہ قرآن شریف مین بھی ہے۔

**مٹیا فرلس لٹس** بہی اسکا حوالہ دیتا ہے دسوین صدی مین **یوٹی کیس** نے اسکو اپنے عربی کے قصون مین درج کیا ہے **کاپتک** اور **میروٹائٹ** کی کتابونمین بہی اس کا پتہ ملتا ہے بعض پُرانے مورخین نے بہی اسکو اپنی تصانیف مین درج کیا ہے جیسے کہ **پالس ڈیاکونس** اور **ناسی فورس** وغیرہ۔

ان سونیوالون کی نسبت **ولیم اف مامس بری** ایک عجیب قصہ بیان کرتا ہے اوسکا بیان ہے کہ بادشاہ **ایڈورڈ** ملقب بمقدس **الیسٹر** کے جلسہ کے دن **ویسٹ منسٹر** کے محل مین تاج شاہی پہنے ہوئے بیٹھا تہا پادری اور رؤساء شہر سب جمع تہے۔ اثناء دعوت مین بادشاہ گوشت اور شراب چہوڑکر خدائی باتون کا دہیان کرنے لگا اور اسی مین دیر تک محو رہا یکایک اس زور سے ہنسا کہ سب حیران رہگئے کہانیکے بعد کپڑے اُتارنیکے لئے جب خوابگاہ مین گیا تو چند رئیس بہی پیچہے پیچہے گئے **ارل ہیرلڈ** جو اوسکا جانشین ہوا اور ایک **ایبٹ** اور ایک **بشپ** جو اوسکے ساتہہ تہے انہون نے اوس سے اوس ہنسی کا سبب پوچہا بادشاہ نے جواب دیا کہ مین نے ایک عجیب بات دیکہی ہے میری ہنسی بے وجہ نہ تہی انہون نے عرض کیا کہ ہمکو بتائے۔ تہوڑی دیر سوچکر کہا کہ مینے دیکہا ہے کہ **افی سس** کے سات سونیوالون نے (جو دہنی کروٹ پر دوسو برس سے **سئلین** پہاڑ کی غار مین سورہے ہین) آج دفعتاً بائین کروٹ بدلی ہے۔ یہ خدا کی مہربانی ہے کہ مینے اونکو

کروٹ بدلتے ہوئے دیکہا اس سبب سے ہنس پڑا **ارل ہیرلڈ** وغیرہ کو یہ سنکر تعجب ہوا تو بادشاہ نے اونسے پورا حال بیان کیا اور ہر ایک کا حلیہ اور صورت اور جسم بہی بتایا جسکا کسی نے ابتک کچہ حال نہین لکہا تہا بلکہ بادشاہ نے یہ قصہ اس طور پر بیان کیا گویا کہ وہ ہمیشہ اونہین رہا ہے **ارل ہیرلڈ** نے یہ بات سنکر تین شخصون کو (ایک **نائٹ** ایک **منشی** ایک **پادری**) بادشاہ **اڈورڈ** کی طرف سے تحائف اور خط دیکر قسطنطنیہ کے بادشاہ کے پاس بہیجا - بادشاہ قسطنطنیہ نے اون قاصدون کو خط دیکر **افی سس** کے **بشپ** کے پاس بہیجا کہ وہ ان تینون انگریزون کو اوس غار مین جانے دے - اتفاق سے ایسا ہی معلوم ہوا جیسا کہ بادشاہ نے دیکہا تہا - کیونکہ **افی سس** کے باشندون نے یہ بیان کیا کہ انہون نے اپنے بزرگون سے سنا ہے کہ یہ سات سونیوالے ہمیشہ سے دہنی کروٹ پر سوتے تہے لیکن جسوقت یہ تینون انگریز غار مین گئے تو اونکو بائین کروٹ پر سوتے پایا - اس کروٹ بدلنے سے عیسائیون کو اون مصائب سے آگاہ کرنا تہا جو اونپر مسلمانون ترکون اور تاتاریون کے حملہ کرنیسے نازل ہونگی - کیونکہ جب کوئی مصیبت نازل ہونیکو ہوتی ہے اوسوقت یہ سونیوالے کروٹ بدلتے ہین -

سات سونیوالون پر ایک نظم **کاڈری** نے بہی لکہی ہے جسکو **ایم ایف اریجیل** نے اپنی رپورٹ **منسٹر دی لی انسٹرکشن پبلک** مین بیان کیا ہے - ایک جرمن کی نظم اس مضمون پر ہے جسمین ۹۲۵ شعر ہین

ایم کبراجان نے ۱۳ صدی مین چھاپی ہے اور اسپین کے ایک شاعر
نامی اگسٹن موریطو نے ایک ڈریما اسی پر لکھا ہے جسکا لاس
سیٹی ڈرمین ٹیز نام ہے جسکا کہ کامیڈیس نیو دس اسکو
جی ڈاس دی لاس مجوریس ان جینی اوس کی اونیسوین
جلد مین حوالہ ہے اور ڈاکٹر نیل نے بھی اس مضمون پر ایک نظم لکھی ہے - قرآن
مین یہ قصہ کسی قدر زیادہ ہے اوسمین یہ لکھا ہے کہ ان سونیوالون نے آنحضرت صلعم
کے آنے کی پیشین گوئی کی ہے اونکے ساتھ ایک کتّا بھی ہے جسکا نام کراٹیم
یا کراٹیمر ہے جو اونکے پاس سوتا ہے اور یہ کتّا بھی پیشین گوئی کرسکتا ہے اور
اس کتّے پر خاص خدا تعالی کا یہ بھی احسان ہے کہ یہ بھی اور دس جانورون
کے ساتھ بہشت مین جاویگا - دوسری بہشت مین جانیوالے جانور یہ ہین
حضرت یونس کی مچھلی - حضرت سلیمان کی چیونٹی حضرت اسمعیل کا برّہ حضرت
ابراہیم کا گوسالہ - ملکہ سبا کا گدہا - حضرت صالح کا ناقہ حضرت موسی کا بیل
بلقیس کا ہدہد - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سواری یعنی براق
ایسے زمانہ مین جب لوگ مقدسین کی یادگارون کو سونے اور جواہرات سے
بھی بیش بہا سمجھتے تھے تو اون سونے والون کی یہ خواہش کرنی کہ اونکو زمین
ہی مین رہنے دو شاید کسی قدر بیجا تھی اور یہ خواہش پوری بھی نہوئی کیونکہ
اونکی ہڈیان ایک بڑے پتھر کے بکس مین بند کرکے مارسیلس کو بھیجی گئی تھین

جواب بھی سینٹ وکٹر کے گرجا مین جو کہائی جاتی ہین روم مین وکٹوریم کے عجائب خانہ
مین انکی گندہک اور پلستر کی جوڑی ہوئی تصویرین موجود ہین ہر ایک کے سامنے اوسکا
نام اور چند صفات بھی کندہ ہین کانسٹن ٹین اور جان کے پاس دو عصا ہین
میک سی مین کے پاس ایک گرہاء ما ہے مالکس اور مارسین کے پاس
دو تبر ہین سیراپین کے سامنے ایک جلتی ہوئی مشعل اور ڈیوانی سس کے
سامنے ایک بڑی میخ ہے جبکہ ہورلیس — اور الیس پالی النس نے بیان
کیا ہے کہ ایذا رسانی کے واسطے کام مین لائی جاتی تھی—

ان سات شخصون کو نوجوان امرد کندہ کیا ہی واقع مین پرانے شہیدون کے
قصہ مین بھی اونکو لڑکا کہا گیا ہے اس پلسٹر کی بنی ہوئی تصویرون سے بعضون نے
یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ ساتون ۲۵۰ء مین ڈی سیس کے عہد مین مار گیئے تھے اور
مذکورۂ بالا غار مین دفن کیئے گئے تھے اور تہیو ڈوسیس کے عہد مین اونکی ہڈیان
۴۷۵ء مین برآمد ہوئین تو اوسوقت سے یہ قصہ مشہور ہوا میرے خیال کے موافق
غالباً یہ صحیح ہے ان سونیوالون کا قصہ اور سات کی تعداد بہت پرانی اور حضرت
عیسیٰؑ سے پہلے کی ہے—

مثل اور پرانے قصون کے اسکو بھی عیسائیون نے اخذ کر کے مذہبی بنا لیا ہی—
پلینی ایک واقعہ نگار شاعر مسمی ای پی عینی ڈیز کے قصہ مین لکھتا ہے
کہ وہ بھیڑ بان چراتا ہوا گرمی کے موسم مین دق ہو گیا اور نیند نے بھی ستایا تو ایک غار

مین جاکرسو رہا ستاون برس کے بعد خواب سے بیدار ہوا تمام دنیا بدلی ہوئی نظر آئی اوسکا بھائی جو اوسوقت بچہ تھا اب بالکل بوڑھا سفید تہا۔

ای لی مینی ڈیز کو وہ لوگ جو پیری ایڈر کو مستثنے کرتے ہین سات عقلا مین سے شمار کرتے ہین یہ سولن کے عہد مین تھا وسو نواسی برس کی عمر مین جب مرا تو لوگ اوسکو اوتار ماننے لگے اور خاصکر ایتھینس کے باشندے اوسکی بہت عزت کرتے ہین۔

اِس قصہ کا ماخذ ایک بہت پُرانا قصہ ہے جسمین اینڈی مین چرواہے کا حال ہے کہ وہ ہمیشہ سے سوتا ہے اور جوپیٹر یعنی عطارد نے اوسکو دوامی جوانی اور خوبصورتی عطا کی ہے۔ عرب کے پُرانے قصون کے موافق سینٹ جارج بھی تین دفع قبر سے اوٹھا اور تینون دفعہ مارا گیا۔

اسکینڈی نیوین کے قصو نمین بھی ہم یہی حال سی گرڈ کا دیکھتے ہین کہ وہ خواب راحت مین اس امر کا منتظر ہے کہ کوئی پکارے تو آکر لڑے شارلی مین بھی ہلیس مین تاج پہنے ہوئے اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے تلوار پاس رکھے ہے۔ دجال کے وقت کا منتظر ہے کہ اوسوقت اُٹھکر ولیون کے خون کا بدلہ لے اوجیرڈ ی ڈین بھی اسی طرح ای ویلون کے خوابگاہ سے بیدار ہو کر حق کا بدلہ لینے اوٹھیگا۔

انسوس کہ وہ شیلس وگ ہولسٹین کی لڑائی مین ظاہر ہو چکا تھا

بچپن کی ایک بات پر جب غور کرتا ہون تو حیرت انگیز دہشت معلوم ہوتی ہے مگر مجھکو خوب یاد ہے کہ اس مقام پر کیفہاسر برگ۔ تہورنگیا ہین مجھسے یہ کہا گیا تہا کہ یہان فریڈرک باربروسا اور اوسکے چہہ نائٹس سوتے تہے اتفاق سے ایک چرواہا بہی غار کی راہ سے پہاڑ مین جا پہونچا دیکھتا کیا ہے کہ ہال مین ایک پتہر کی میز رکہی ہے بادشاہ میز کے سامنے بیٹہا ہے سرخ ڈاڑہی پتہرونکے ٹکڑون مین پہیلی ہوئی ہے اس چرواہے کی آہٹ سے فریڈرک خواب سے بیدار ہوا پوچہا کہ کیا کوّے پہاڑون پر اوڑ رہے ہین چرواہے نے کہا ہان حضور اوڑتے ہین" تب بولا کہ ایک صدی تک اور سونا چاہیے۔ جب اوسکی ڈاڑہی تین دفعہ پتہر کے گرد لپٹ جاویگی اوسوقت وہ اور اوسکے نائٹس نیند سے بیدار ہونگے اور جرمن کو غلامی کی حالت سے نکال کر یورپ کی اعلیٰ درجہ کی سلطنت بنا دینگے سوئٹزرلینڈ مین بہی روٹلی مین تین ٹیلس ہین صرف اسکے منتظر ہین کہ ملک کی سخت ضرورت کے وقت بیدار ہون۔ ایک چرواہا انکے آرام مین بہی مخل ہوا تیسرے ٹیل کی آنکہ کہل گئی پوچہا کہ کیا وقت ہے لڑکے نے جواب دیا کہ دوپہر ٹیل یہ کہکر کہ ابہی وقت نہین آیا پہر سو رہا اسکاٹلینڈ مین بہی ایل ڈون کی پہاڑیونکے نیچے ٹامس ارسیلڈون بہی سو رہا ہے۔ فرنچ کے مقتولین جو پیلرمو پر مارے گئے تہے سو رہے ہین موقعہ کے منتظر ہین کہ اٹھکر بدلہ لین۔

جب قسطنطنیہ پر ترک قابض ہوئے تو ایک پادری سیکرمینٹ سے

بعض رسمیات سینٹ صوفیہ کے گرجا کی نقرئی ممبر پر ادا کر رہا تہا اس شخص نے خدا سے دعا کی کہ یا الٰہی اس متبرک جگہہ کی عزت رکہنا - اوسی وقت دیوار شق ہو گئی پادری سکرمینٹ لیکر دیوار مین چلا گیا وہان سر جہکائے حضرت عیسیٰ کے سامنے سو رہا ہے اس وقت کا منتظر ہے کہ ترک قسطنطنیہ سے نکالے جاوین اور سینٹ صوفیہ پہر مسیحی بنے

شمالی امریکہ مین بہی ایک شخص رپ دان ونکل ہبین برس تک کیٹس کل کے پہاڑ مین سوتا رہا غرناطہ کا بادشاہ ابو عبد اللہ بہی الحمرا کے قلعہ کے پاس ایک پہاڑ مین جادو مین جکڑا ہوا پڑا ہے عرب مین حضرت الیاس بہی خروج دجال کے منتظر ہین ایرلینڈ مین برین بروہم بہی سو رہا ہے اس بات کا منتظر ہے کہ فی نین مین ہنگامہ ایسا برپا ہو کہ جسمین لوگون سے عملی کارروائی کی امید ہو سکے تو وہ آ کر ملک کی مدد کرے ویلس مین بہی ارتہر کی نیند کے قصے لوگون کی زبان پر ہین سرویا مین بہی نیز لبز رہے جو ترکون کی لڑائی مین کاسووا کے مقام پر مارا گیا تہا اوسکے بہی دوبارہ ظاہر ہونیکی لوگ امیدین کرتے ہین - فلوڈین کی لڑائی کے بعد ایک صدی تک لوگ اسی امید مین رہے کہ جیمس چہارم پہر واپس آوے پرتگال مین سبی بلیس ٹین کی نسبت لوگون کا یہ یقین ہے کہ یہ جوان دلیر بادشاہ جسنے مور کو پر حملہ کرکے اپنے ملک کو تباہ کیا تہا کہین سو رہا ہے جب موقعہ آویگا تو بیدار ہو کر اپنے ملک کو بچاویگا ناروی مین اولف

٦٣

ٹرنگ ولیسن بھی اسی تاک مین ہے نیپولن بوناپارٹ کی نسبت بھی فرانس کے کسانون کا یہی یقین ہے کہ وہ بھی کہین سو رہا ہے۔

ایس ہیپولای لٹس کا بیان ہے کہ سینٹ جان ولی بھی افی سس مین سو رہا ہے سر جان سینڈی وائل اوسکے حالات اس طرح درج کرتا ہے پیٹماس سے لوگ افی سس کو گئے یہ ایک عمدہ شہر سمندر کے قریب ہے یہان سینٹ جان نے وفات پائی اور ائیٹر کے پہاڑ کے نیچے ایک قبر مین مدفون ہوا وہان ایک خوبصورت گرجا ہے ہمیشہ سے اوسپر عیسائی قابض رہے ہین سینٹ جان کی قبر مین اور کوئی چیز سوای من سلوی کے جسکو طعام الملائک کہتے ہین نہین ہے۔ اوسکے جسم کو خدا نے بہشت مین اوٹھا لیا ہے یہ تمام جگہہ اور شہر ترکون کے قبضہ مین ہین۔ تمکو سمجھنا چاہئے کہ سینٹ جان نے اپنی زندگی ہی مین اپنی قبر بنوائی اور جب ہی اوسمین لیٹ رہا۔ اس روایت کے موافق بعضون کا مقولہ ہے کہ وہ مرا نہین بلکہ خواب راحت مین ہے قیامت کو اوٹھیگا۔ دراصل وہان کوئی عجیب چیز ہے لوگون نے بارہا قبر کی مٹی کو ہلتے ہوئے دیکھا ہے شاید نیچے کوئی ہلنے والی چیز ہو سینٹ جان کے قصہ کو افی سس سے جو تعلق ہے شاید اس خیال سے لوگون نے وہان کے سات شہیدون کو سات سونیوالے سمجھے ہین آیس لینڈ کے قصون مین ہے کہ فیڈمنگر شمالی ناروی کا باشندہ اتفاق سے ایک غار مین جا کر سو رہا تین برس تک سوتا رہا تیر و کمان پاس پڑے رہے کسی نے مردہ اور کسی نے زندہ اوسکو نہ چھیڑا

فی الحقیقت بعض لوگونکے حالات مین سچ ہے کہ وہ واقع مین ایک عرصہ دراز تک سوتے رہے لیکن اس موقعہ پر مین کسیکو بیان کرنا مناسب نہین سمجھتا کیونکہ قصہ موجودہ کا ماخذ کوئی سچا واقعہ نہین ہی بلکہ اسکو عیسائیون نے کفار کے قصص سے اخذ کرکے مذہبی قرار دیا ہے

سات کا عدد جو اکثر قصونمین آتا ہی اوس سے بہی نتیجہ نکلتا ہی - باربروسا ہر سات سال کے بعد اپنی نشست بدلتا ہی شارلی مین بہی اتنے ہی عرصہ کے بعد کرسی سے اُٹھتا ہی اوجر دینمک بہی ہر سات سال کے بعد اپنا عصا فرش پر مارتا ہی سویڈن مین اولاف ریڈبیرڈ بہی اسی قدر عرصہ کے بعد آنکھہ کہولتا ہی -

میرے یقین کے موافق جس قالب مین یہ دلچسپ قصہ ڈہالا گیا ہی وہ یہ ہے کہ سرما مین سات ماہ تک زمین آرام لیتی ہی جرمن اور سکینڈنیوین کے کفارونکے قصہ مین یہ موجود ہے کہ ہیرو سخت ضرورت کے وقت فادرلینڈ کی حمایت کے واسطے اُٹھینگے -

عیسائیون کے اس مذہبی قصہ کے موافق بہی یہ جوان شہدا مذہبی الحاد کے وقت اُٹھتے ہین تاکہ مسئلہ انبعاث موتی پر ایک حقانی شہادت ہو -

اگر کفارون کے قصہ مین کوئی جلال اور عظمت ہے تو اس عیسائی قصہ مین یہ خوبی ہے کہ یہ ایک عمدہ مذہبی مسئلہ بتاتا ہی اور اگون کے قصہ پر بہی اسکو اس وجہ سے ایک فضیلت ہے ہاف مین نے اوسکو ایک دلچسپ قصے کے طور پر لکہا ہی اور ٹراینس نے اوسکو منظوم کیا ہی ۵ *

## باب الخمسین

-:RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for textbooks and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.